www.novelsclubb.com
زمهریر
ناولز کلب
عمارہ حسین
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

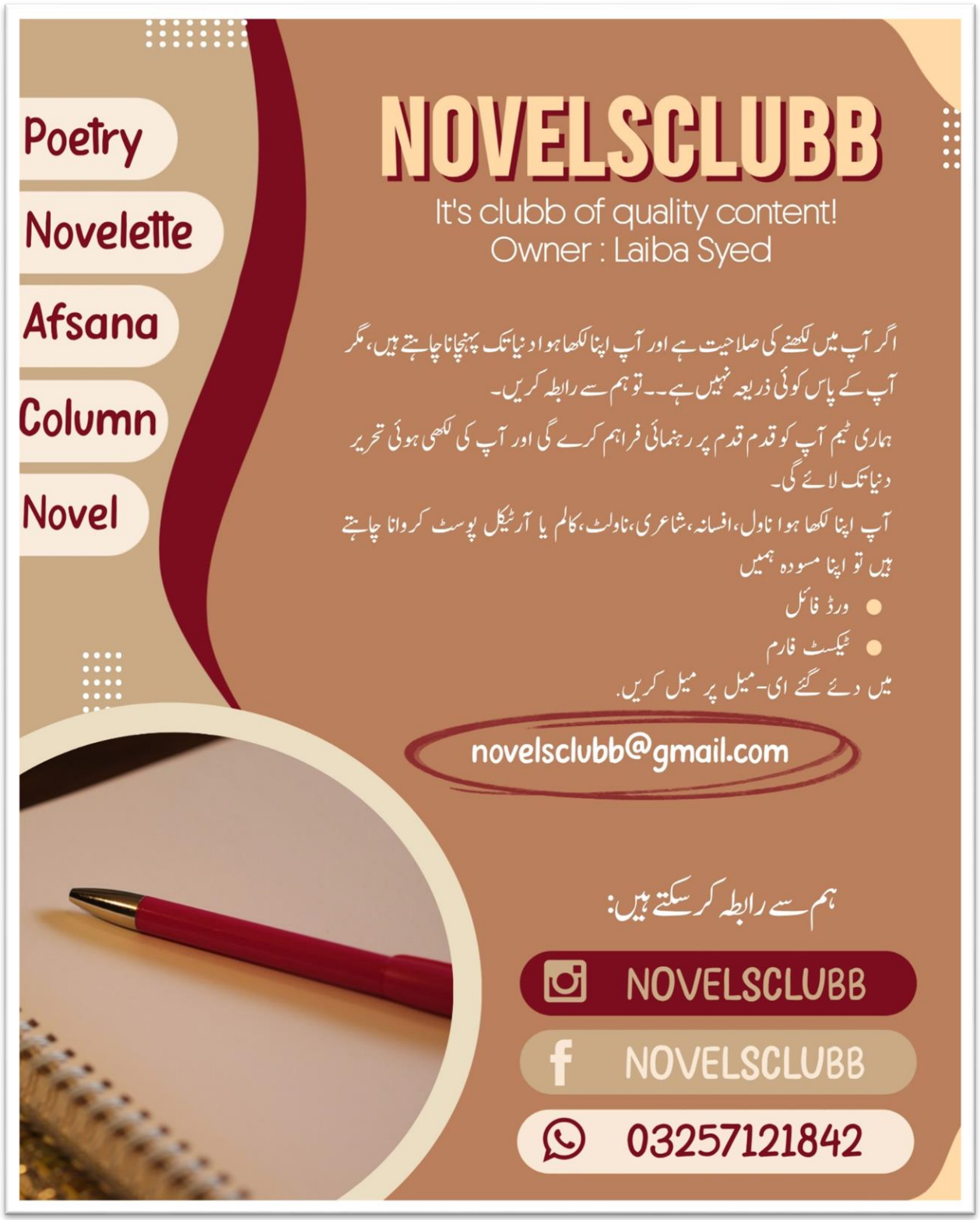
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زمهریر

از قلم

عماره حسین

www.novelsclubb.com

پانچواں باب:

رازداں

"کوئی نہیں جانتا کہ میں نے جو مصیبت دیکھی ہے، کوئی نہیں ہے میری پریشانیوں سے واقف"

برف باری اب رک چکی تھی۔ پورا شہر برف کی موٹی چادر تلے ڈوبا ہوا تھا۔ ہوٹل گرینڈ سے ذرا فاصلے پر چوڑی سیاہ سڑک کے ساتھ واقع وکٹورین طرز کی دیو ہیکل عمارتوں کے بیچ سر اٹھائے ہسپتال کی عمارت سے نکلتی، پریسہ کنعان کے ایک ہاتھ میں بینڈ تج کا شاپر تھا، ہسپتال کے باہر کھڑی سفید لمبی گاڑی سے ٹیک لگائے سیاہ لمبا کوٹ اوڑھے داؤد سلطان اسے ہسپتال کے داخلی دروازے کے سامنے کے زینے اترتے دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہوٹل گرینڈ سے نکلتے وقت اس کی گردن سے رستا خون اور زخم میں اٹھتا درد اسے پریشان کر رہا تھا، پریسہ کنعان نے اس سے کسی نزدیکی کلینک کا پوچھا تھا۔ یہ ہسپتال ہوٹل سے نزدیک ہی تھا اور وہ اسے یہاں لے

آیا تھا۔ سیڑھیوں سے اترتی پریسہ پر جمی اس کی نظریں تجسس بھری تھیں۔اس کی رنگت سنہری مائل صاف تھی۔ چہرہ بیضوی لیکن بھرا بھرا تھا۔آنکھیں بڑی سیاہ مخملی سی، وہ اب بینڈیجز کا شاپر لپیٹ کر، کندھے پر لٹکے بیگ میں ڈال رہی تھی۔ داؤد کو اچھی طرح اندازہ تھا، جیسے واقعات کا سامنا اس نے کیا تھا، کسی نہ کسی طرح اس لڑکی نے بھی کیا تھا، اسے یہ جاننا تھا کہ کیا چیز اس نے اپنے ارد گرد کے کسی شخص کو بتائی تھی، نتیجتاً ان کا یقین نہ کرنا واضح تھا ایسی باتوں پر کوئی بھی یقین نہیں کرتا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی، گاڑی کے قریب آئی تھی۔ دونوں کی سانسیں ہوا میں بھاپ بنتی تحلیل ہو رہی تھیں۔اس دفعہ کی سردی پچھلے موسم سرما سے زیادہ شدید تھی۔ داؤد سلطان نے کلائی پر بندھی چمکتی گھڑی میں وقت دیکھا۔رات کے 8:00 بج رہے تھے۔

"اگر آپ کو کہیں جانا ہے تو، میں ٹیکسی کر لوں گی۔۔اور جہاں تک مدد لینے کی بات ہے، وقت آنے پر آپ کو ایڈریس بھیج دوں گی" اس کا لہجہ پر تکلف تھا۔ ہوا سے چہرے پر بکھرتے بالوں کو اس نے انگلیوں کی مدد سے پیچھے کر کے کان کے پیچھے اڑس دیا۔اسے اس سلطان مغربی نامی شخص کے وقت کی فکر نہیں تھی۔ لیکن رات کے اس پہر اس کے ساتھ اکیلے جانا، یونہی اس کے دل میں وسوسے پیدا کر رہا تھا۔بظاہر اگر وہ اس کا جائزہ لیتی تو وہ لڑکیوں میں دلچسپی لینے والا

مرد نہیں لگتا تھا۔اس کی آنکھیں اسے گھورنے کے انداز میں نہیں دیکھ رہی تھی۔ان میں ایک سرد مہری سی تھی، خالی پن سا، بے نیازی سی اور چہرے پر عجیب سی مغروریت۔اس کی شخصیت کے گرد ایک مضبوط سا ہالہ محسوس ہوتا تھا، جسے اس کی کوئی بات کئے بغیر بھی محسوس کیا جا سکتا تھا۔اس نے اسے اپنی بات کا کوئی تاثر لئے بغیر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے دیکھا۔

"آپ کو جو بات کھٹک رہی ہے وہ کیوں نہیں کہہ دیتیں۔۔"اس کا لہجہ سپاٹ سا تھا۔

"سوری۔۔؟؟۔۔"اس نے چونک کر چہرے کو ایک طرف خم سا دیا، وہ اس کی بات کو سمجھ نہ سکی۔

"آپ میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے پر ہچکچا رہی ہیں۔۔۔لیکن ٹیکسی میں بیٹھنا آپ کو سیف لگ رہا ہے۔۔وہ گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کر چکا تھا۔کوٹ سے چند چیزیں نکال کر ڈیش بورڈ پر رکھتے ہوئے اس نے کھڑکی کے باہر کھڑی پریسہ کے چہرے کو دیکھا۔جو اس کی بات پر خود کو حتی الامکان نارمل رکھنے کی جدوجہد میں تھی۔

www.novelsclubb.com

"مر دوہ بھی ہے میں بھی۔۔۔۔۔"اب کے وہ سیدھا اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔اس کے بال گہرے سیاہ تھے،اور رنگت کھلتی ہوئی صاف، بھنوئیں گھنی تھیں لیکن نہایت پر کشش، جیسے عربوں کی ہوتیں ہیں،(کیا پتا سیلون جا کر سنوارتا ہو)،اس موقعے پر آتے احمقانہ خیال کو اس نے جلدی سے جھٹکا۔پھر ان ٹیکسی ڈرائیورز کی نظریں اس کے ذہن میں گھومیں۔جو بیک ویو مرر سے پیسینجر کا پورا سی ٹی سکین کر دیتے تھے،اور وہ پیچھے بیٹھی، کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے غصے سے پہلو بدلتی جاتی تھی۔اس شخص پر بھروسہ کرنا اسے ٹھیک لگا۔کیونکہ اگر وہ مغرور اور سخت مزاج لگتا تھا تو ہلکی پھلکی تہذیب سے آشنا بھی لگتا تھا، ملازمین کے سامنے نہ سہی، اسی کے سامنے۔

وہ پچھلی سیٹ کے دروازے کی جانب بڑھی،اسی وقت اندر سے اس کے لاک ہونے کی آواز آئی، اس نے ناسمجھی سے الجھ کر اس کو دیکھا جس کی بھنوئیں اکھٹی ہو کر ماتھے پر بل بنا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اب آپ مجھے ہی ٹیکسی ڈرائیور سمجھ رہی ہیں۔۔آگے آجائیں۔میں مشکل سے ہی کسی کو پک ن ڈراپ کی سروسز دیتا ہوں،آپ کو اسی لئے دے رہا ہوں شائد آپ کے پاس کوئی معلومات ہوں جو مجھے جاننی ہیں"

(ہاں مجھے پتہ ہے،آپ کوئی اونچی شخصیت ہیں،کسی کی مدد بھی اپنے فائدے کے لئے کرتے ہیں) اس نے خیال ہی خیال میں منہ بگاڑ کر دانت پیسے،لیکن بظاہر ایک سرسری سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر آبیٹھی۔اس شخص کو نظرانداز کر کے اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔البتہ رواں رواں اس کی حرکات کی جانب متوجہ تھا۔اس نے ہیٹر آن کیا تھا،پھر کسی موڑ پر سٹیئرنگ گھماتے اسے محسوس ہوا جیسے وہ اب اسے دیکھ رہا ہے۔اس نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔اس نوجوان سلطان مغربی نے سوالیہ انداز میں بھنوئیں اچکائیں۔

"لوکیشن۔۔۔۔۔؟؟"

اوہاں۔۔وہ ہڑبڑائی،ڈیش بورڈ پر ہاتھ رکھ کر اس نے فرنٹ مرر سے باہر سڑک پر گزرتی گاڑیوں کو دیکھا،جیسے راستہ پہچاننے کی سعی کی ہو۔اسے تو کبھی راستے یاد نہیں ہوئے تھے،اور

www.novelsclubb.com

یہاں تو وہ آئی ہی پہلی دفعہ تھی۔اس نے سیل فون نکالا۔سکرین روشن ہوئی تو بیٹری پر ایک پرسنٹ چارجنگ نے اسے ایک اور دھچکا دیا۔اس نے سرعت سے برائٹنس کم کر کے اس ایک پرسنٹ کو کنجوسی سے استعمال کرنا چاہا۔ابھی گوگل میپ کھولا ہی تھا،کہ سیل فون نے آخری ہچکی لے کر سیاہ سکرین پر اسے اسی کا عکس دکھایا۔چند سیکنڈز اس نے اپنی پریشان شکل کو سکرین پر دیکھا اور تھوک نگلا۔

"وہ میرا۔۔فون۔۔بیٹری ڈیڈ ہو گئی ہے۔۔۔"اس نے لب بھینچ کر گردن کھجائی۔"میں لوکیشن بتا رہی تھی،،،موسٹر اولڈ بریج کے قریب ہی ہے۔۔میرا گھر"

داؤد سلطان نے اس لڑکی کے خفت سے گلابی ہوتے چہرے کو دیکھا۔پریسہ کو اس کی نظریں خود کو ملامت کرتی ہوئی لگیں۔داؤد ایک گہری سانس لے کر سڑک کی جانب متوجہ ہوا البتہ وہ شرمندگی سے گود میں رکھے بیگ کی سٹرپ میں ناخن چبھوتی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہوں وہ کاٹیج،"اس نے اثبات میں سر ہلایا۔"میں جانتا ہوں کہاں ہے۔۔آپ کو میری کیسی مدد چاہیئے۔۔؟؟"گاڑی میں چھائے سکوت کو داؤد سلطان کی گھمبیر آواز نے توڑا۔پریسہ کے بیگ سٹرپ کا ستیاناس کرتے ہاتھ رکے،وہ چونکی۔

"آپ کو گھر کا کیسے معلوم۔۔۔؟؟"

"نیوز۔۔!!"

اس نے جیسے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔دادا کے مرڈر کی نیوز کے ساتھ ان کے ایریا کو بھی ساتھ ساتھ دکھایا جاتا تھا۔

"آپ نے کچھ دیر پہلے ہوٹل میں مجھ سے پوچھا تھا کہ میرے ساتھ کچھ جادوئی،ہوا ہے کہ نہیں، "

داؤد کی ساری توجہ اب اسی کی جانب تھی،وہ جیسے الرٹ سا ہوا تھا۔پھر سر کو خم دے کر اسے اشارہ دیا جیسے وہ اسے سن رہا تھا۔

"میں نے کچھ دن پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔۔میں کسی جنگل میں تھی اور وہاں کوئی کسی ہرن کا شکار کر رہا تھا۔وہ ہرن زخمی تھا اس کی گردن میں ایک تیر پیوست تھا۔میں نے اس کی گردن سے وہ تیر نکالا تھا۔۔۔۔

چلتی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔داؤد سلطان کے خیال میں وہ منظر واضح ہوا،جب وہ ہاتھ میں تھامے تیر کو دیکھ رہا تھا،جس کا یوں نکالا جانا،خود بخود نہیں ہو سکتا تھا۔اسے کسی نہ کسی نے نکالا تھا اتنا تو اسے یقین تھا۔لیکن یہ لڑکی،یہ کیا کہہ رہی تھی۔وہ ششدر سا رہ گیا۔پریسہ ڈیش بورڈ پر ہاتھ جما کر بمشکل خود کو سیٹ سے گرتے گرتے سنبھال پائی تھی۔اس نے حواس باختہ نظروں سے داؤد سلطان کو دیکھا تھا۔جس کی آنکھیں بے یقین تھیں۔داؤد نے گاڑی سڑک کنارے لگائی،اور پریسہ کی جانب گردن گھمائی۔

"کچھ ہوا ہے کیا۔۔؟؟ایسے اچانک بریک۔۔۔۔"وہ بوکھلائی ہوئی بولی۔

"وہ تیر کیسا تھا۔۔؟؟کیا آپ کو یاد ہے۔؟؟"

www.novelsclubb.com

"آپ نے ابھی میری پوری بات نہیں سنی۔۔یہ اتنا حیران کن نہیں۔۔یعنی کسی ہرن کی گردن سے تیر نکالنا،ایسے خواب تو نارمل ہو سکتے لیکن اصل میں۔۔۔"

مجھے اس تیر کا بتاؤ وہ کیسا تھا، کیا یاد ہے تمہیں۔۔"پر تجسس احساس آنکھوں میں لئے وہ ایک ہی لمحے میں آپ جناب کا تکلف بھول چکا تھا۔

"جی۔۔مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔"اس نے عجیب نظروں سے اس شخص کو ٹھٹک کے دیکھ کر چہرہ اثبات میں ہلایا۔۔وہ تیزی سے ڈیش بورڈ سے ایک نوٹ بک اور پین نکال رہا تھا۔

"اس تیر کا سکیچ بناؤ۔۔جیسے بھی ذہن میں آتا ہے۔"

"لیکن۔۔۔"وہ کچھ بولنے لگی تھی پر اس نے وہ نوٹ بک اس کے ہاتھ پر رکھ دی،پریسہ نے کچھ پریشانی سے پین انگلیوں میں تھاما۔(یہ ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہا ہے)اس نے ذہن میں اس تیر کو سوچا،وہ اسے کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔وہ تیر الگ سا تھا۔کاغذ پر لکیریں کھینچتے،داؤد سلطان بے صبری سے حرکت کرتے اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔پریسہ نے نوٹ بک اس کے سامنے کی ،داؤد نے اس کے ہاتھ سے نوٹ بک لی اور اب غور سے اس کے بنائے خاکے کو دیکھا۔یہ وہی

تیر تھا، وہی جس سے اس نے اس ہرن کا گردن کے مقام پر نشانہ لیا تھا۔ وہ ششدر سا اس کی بنائی ہوئی ڈرائنگ دیکھ رہا تھا۔ اس رف سی بنی ہوئی تصویر کو دیکھ کر بھی وہ پورے یقین سے کہ سکتا تھا کہ یہ وہی تیر تھا۔ جس سے وہ شکار کرتا تھا۔

اس نے کاغذ کو ڈیش بورڈ پر رکھا۔ اور بنا اسے دیکھے بولا۔ ''آگے بتاؤ کیا ہوا تھا''

وہ کچھ دیر اسے دیکھے گئی پھر بول اٹھی۔ ''اس کے بعد ایک تیر دوسرا پھینکا گیا تھا۔ جو میرے بازو کو چھوتا ہوا آگے نکل گیا۔ جب میں نیند سے جاگی تو، جہاں سے تیر گزرا تھا۔ وہیں سے خون رس رہا تھا۔ یعنی وہ زخم حقیقت میں موجود تھا۔ لیکن وہ ہرن وہ خواب میں تھا۔'' اس کے خاموش ہوتے ہی ان دونوں کے درمیان سکوت سا چھا گیا۔ محض ہیٹر چلنے کی نرم مدھم سی آواز تھی۔ اور گاڑی کو معطر کرتی فلورل فریگنینس۔ داؤد سلطان کہنی گاڑی کے دروازے پر ٹکائے اپنی کنپٹی کھجا رہا تھا، آنکھیں میں کسی نئے انکشاف کا عکس ہلکورے لے رہا تھا۔ اب ان آنکھوں میں بے یقینی نہیں تشویش تھی۔ اس کا شک یقین میں بدل چکا تھا کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہو رہا تھا، بالکل ویسے ہی حالات اس لڑکی کے ساتھ بھی پیش آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کچھ دن پہلے میں شکار پر گیا تھا۔ سیرا جیو کے کسی جنگل میں، میرے ساتھ میرا ایک دوست بھی تھا۔ ہم اکثر شکار پر جاتے ہیں کیونکہ میں ایک آرچر ہوں۔۔۔" وہ سانس لینے کو رکا۔

پریسہ اس کے اچانک سے اپنے بارے میں بات کرنے پر اس نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پہلو بدلا۔ اب وہ پہلے کی بنسبت پر اعتماد تھی۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے کے اس اندیشے رفو چکر ہو چکے تھے۔ بنا اس سے زیادہ بات کئے بھی، نہ جانے کس احساس کے تحت اس کا اعتماد بحال ہوا تھا۔

"میں نے اس جنگل، میں ایک ہرن دیکھا تھا۔ وہ یہاں بوسنیہ میں پائے جانے والے ہرنوں میں سے نہیں تھا۔ بلکہ ہرنوں کی کسی قیمتی نسل چتال کا لگتا تھا۔ آسان الفاظ میں کہوں تو یہ وہ نسل ہے جس کی پیٹھ پر سفید دھبے ہوتے ہیں۔ میں نے اس کا نشانہ لیا تھا ٹھیک گردن کے مقام پر اسی تیر سے جو تم نے ابھی اس کاغذ پر بنایا ہے۔"

"کیسے۔۔۔ میں کچھ سمجھی نہیں۔۔" وہ دم بخود سی سیدھی ہو بیٹھی۔ (یہ کیسے ممکن تھا)۔

www.novelsclubb.com

"اور جب میں اس ہرن کے قریب گیا تو اس کی گردن سے کوئی تیر نکال چکا تھا، جو کہ تقریباً پانچ انچ کی گہرائی میں پیوست تھا، اس کا یوں خود بخود نکل جانا مجھے حیران کر گیا۔ لیکن اس وقت بھی مجھے وہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔"

پریسہ کو اس کی بات پر جیسے کرنٹ لگا۔ "تو میری معلومات کے مطابق تمہیں شک ہے کہ میں وہاں پر تھی۔۔ کیونکہ میں نے بھی کسی ہرن کی گردن سے تیر نکالا تھا۔۔" اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہتے ہوئے آنکھیں سکیڑ کے سامنے شیشے کے باہر روشنیاں بکھیرتے سٹریٹ پولز کو دیکھا۔ وہ کب آپ سے تم تک آئی تھی۔ اسے اندازہ نہیں ہو سکا۔

"کیا یہ اتفاق ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ اس نے بولتے ہوئے گردن گھما کے اس شخص کو سوالیہ نظروں سے دیکھا، پھر وہ ایک ہاتھ سینے پر لپیٹ کے، آنکھیں فرنٹ مرر پر جمائے دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن چبانے لگی۔ (ایلف حانم۔۔۔ انہوں نے کہا تھا، کہ میں وہاں اس ہار کی وجہ سے پہنچی تھی، لیکن کیسے۔۔۔) وہ الجھن بھری سوچ میں پڑھ گئی۔ پھر پریسہ نے اس کی جانب چہرہ گھمایا۔ وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ٹکرائی تھیں۔ لیکن پریسہ کے برعکس

www.novelsclubb.com

داؤد سلطان کی آنکھیں اب کسی بھی الجھن سے عاری تھیں۔ جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ چکا تھا۔ وہ سٹیرنگ کے نیچے بنے خانے میں کچھ چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگا۔ پھر جو چیز اس کے ہاتھ میں آئی اور اس نے اسے پریسہ کے سامنے کیا اس نے پریسہ کے جسم سے جان نکال دی۔ یہ وہی ٹاٹ کا تھیلا تھا، جو وہ جنگل جاتے ہوئے اپنے کوٹ میں ضرور رکھتی تھی، کہیں نہ کہیں اسے کوئی پھول پودے اچھے لگتے تو وہ جڑ سمیت انہیں اس تھیلے میں ڈال دیتی تھی۔ اس خواب میں اس نے اپنا سرخ کوٹ پہن رکھا تھا۔ اور یہ وہی ٹاٹ کا تھیلا تھا۔ جو اس نے آخری بار اس خواب میں تھاما ہوا تھا۔ اسے اس میں بلیو بیل کا پودا ڈالنا تھا۔ اس کی آنکھیں ساکت سی اس شخص کے ہاتھ میں تھامے اس تھیلے کو دیکھ رہی تھیں۔ پھر اس کی نظریں اس شخص کی نظروں سے دوبارہ ٹکرائیں۔

"کیا یہ تمہارا ہے۔۔۔۔؟؟؟" اس اس کی آنکھوں میں ابھرتے استفسار اور گاڑی کا سکوت توڑتی آواز کو بیک وقت محسوس کیا تھا۔ جسم پر روئیں سے کھڑے ہوئے اور خوف کا ایک احساس رگ وپے میں سرائیت کر گیا۔ اس نے اس کے ہاتھ سے وہ تھیلا لے کر الٹ پلٹ کر دیکھا۔ الجھن کا شکار ہوتے اسنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے کنپٹیاں سہلائیں۔ پریسہ کا ردعمل شدید نہیں تھا۔ وہ اسی وقت جان گیا کہ وہ اس انکشاف کو حقیقت مان چکی ہے۔

"تو یہ تمہارا ہی ہے۔۔مجھے لگا تھا یہ سب صرف میرے ساتھ ہی ہو رہا ہے۔۔لیکن اس چھپن چھپائی کا تم بھی حصہ ہو۔۔۔ویری سٹرینج۔"

گاڑی سٹارٹ کر کے اس نے موسٹر بریج کی طرف جاتی سڑک کا رخ کیا۔برابر سیٹ پر الجھی ہوئی،دم بخود پریسہ کا سر چکرانے لگا تھا۔گلاس ونڈو سے سر ٹکاتے اس کی نظریں تیزی سے گزرتے مناظر پر تھیں لیکن ذہن اب کسی اور خیال کے سحر میں تھا۔(شائد میں اس کو وہاں جھیل کے پاس لے جاؤں تو سب ٹھیک ہو جائے۔لیکن اس جنگل والے پراسرار شخص کا سلطان مغربی سے کیا لینا دینا۔۔۔اور وہ ہے کون۔۔۔اف پتا نہیں دیدا کس حال میں ہوں گے۔۔)۔وہ مسلسل ناخن چبا رہی تھی۔

"کیا آپ کے اس خواب پر کوئی یقین نہیں کر رہا تھا۔۔"اسے خاموش دیکھ کر اس نے سوال کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ گڑبڑائی پھر بولی۔ ”مجھے۔۔شائد بتانا ہی نہیں چاہئے تھا۔“اس نے اب ایک دوسرا جھوٹ بولا تھا۔کیونکہ اس خواب کا صرف ایلف حانم کو پتا تھا اور وہ اس پر سو فیصد یقین رکھتی تھی۔بلکہ خود پریسہ سے بھی زیادہ۔

”کیا آپ میرے ساتھ کہیں چلیں گے،مجھے آپ کو کسی سے ملوانا ہے۔۔!!“

”کیا یہ ملنا تمہاری اس مدد سے ہی جڑا ہوا ہے،جو تمہیں چاہئے؟؟“

پریسہ نے جھٹکے سے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ مصروف سے انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا۔اس نے اس پوری گفتگو میں اس ”تم“کو اب محسوس کیا تھا۔جبکہ اپنا کچھ دیر پہلے اسے ”تم“کہنا اسے محسوس تک نہیں ہوا تھا۔وہ اس ”تم“پر پہلو بدل کر رہ گئی۔ان کے بیچ بات بات چیت کچھ زیادہ ہو گئی تھی لیکن جو بھی تھا وہ اس کے لئے اجنبی ہی تھا۔اور اس کا یوں بے تکلف ہو کر تم کہنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔لیکن ابھی اس وقت اسے ٹوکنا اسے ٹھیک نہیں لگا۔کیا پتہ وہ اس کے ساتھ جنگل جانے سے انکار کر دیتا یا پھر ابھی یہیں بیچ راستے میں اتار دیتا۔

”جی۔۔یہی مدد چاہئے مجھے۔۔۔!!“اس نے فوراً سے کہا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی اب اس کے محلے کی جانب مڑ رہی تھی۔درختوں کا ناختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔لیکن آج وہ سفید دکھتے تھے۔پریسہ نے جلدی اپنا کالر ٹھیک کیا۔مبادا یاسمین کنعان یا کوئی اس کا زخم نہ دیکھ لے۔جابجا سفیدی ہی سفیدی تھی۔سارے گھروں کی گلابی چھتیں سفید تھیں ۔کاٹیج کے قریب ہوتے ہوئے اس کے سامنے رکی گاڑی کو دور سے ہی دیکھ کر وہ چونکی۔(کون آیا تھا وہاں۔۔؟؟کیا مرات انکل)وہ پتلیاں سکیڑے سامنے شیشے سے باہر غور سے دیکھنے لگی۔

"میں آپ کو ٹیکسٹ کر کے بتادوں گی کہ کہاں آنا ہے۔"اس نے جلدی جلدی کندھے سے ڈھلکی ہوئی بیگ کی سٹرپ دوبارہ کندھے پر جمائی۔داؤد سلطان جو اس کے اترنے کے انتظار میں تھا اس کی بات پر "ہوں" کہتا ایک ہاتھ سٹیرنگ پر رکھے اس علاقے کو جانچ رہا تھا۔گاڑی رکی، تو وہ اترنے لگی تھی،اور دفعتاً جھٹکے سے رکی۔وہ اتنی بد تہذیب کیسے ہو سکتی تھی۔اسے کم از کم ایک تھینک یو تو بولنا چاہیئے تھا۔خود کو ڈپٹتے وہ آدھا گاڑی کا دروازہ کھولے اس کی جانب گردن گھما گئی۔

"مجھے گھر تک ڈراپ کرنے کا شکریہ۔۔"۔داؤد سلطان نے کاٹیج کے مقابل بنی عمارت کی بالکنی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔پریسہ کے چہرے پر ممنون،نرم سی مسکراہٹ تھی۔

"میں ایسے شکریہ ایکسیپٹ نہیں کرتا"

"کیوں۔۔"وہ ٹھٹکی۔لبوں پر پھیلی تھینک یو کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔

"مجھے آپ کی مدد کی ضرورت پڑی تو تب لوٹائیے گا یہ شکریہ۔۔میری مدد کر کے"

"مجھے نہیں لگتا آپ کو میری مدد کی ضرورت پڑے گی۔۔"اسی وقت باہر کھٹکا ہوا۔

"پریسہ یہ تم ہو۔۔"ایمر کی آواز پر اس نے جھٹکے سے گردن گھمائی،داؤد نے آواز پر پریسہ کے عقب میں جھانکنا چاہا،لیکن پریسہ نے نکلتے ہی دروازہ زور سے بند کیا تھا۔اس کے یوں ہڑبڑانے پر وہ حیران سا ہوا۔اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے وہ ایسے کھڑی تھی کہ داؤد سلطان اس کے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ نہیں پایا۔اس نے گاڑی کی سکرین پر چمکتے وقت کے ہندسوں کو دیکھا۔جو نو بجنے کا اشارہ دے رہے تھے۔انہیں تقریبا ایک گھنٹا لگا تھا پہنچنے میں۔اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں سے زور دیا تھا اور اس کی سفید گاڑی انہیں وہیں چھوڑتی سٹریٹ پولز کی زرد روشنیوں سے دور

ہوتی چلی گئ۔ٹائر سڑک پر پھیلی برف پر واضح نشانات چھوڑ چکے تھے۔اوپر کاٹیج کے سامنے کے مکان کی بالکنی سے کسی عورت نے مشکوک نظروں سے گاڑی سے نکلتی ایمر کے ہمراہ چلتی پریسہ کو دیکھا تھا۔

"آپ کب آئے،۔۔"یہ ایک بے معنی سا سوال تھا جو اس نے ان کے بیچ چھائے احساس کو کم کرنے کے لئے کیا تھا۔وہ پر سکون نہیں تھی،ایک ڈر سا تھا جو اسے اپنے گھیرے میں لے رہا تھا۔ (اگر ابھی دار یا یامام نے اسے دیکھ لیا)۔وہ اس دن ان دونوں کے بیچ کی گفتگو سن کر جان چکی تھی کہ وہ اسے کیا سمجھتے تھے۔ان کا یہی خیال تھا کہ وہ ایمر کی توجہ چاہتی تھی۔اور یہی خیال اسے اس وقت بری طرح پریشان کر رہا تھا۔اسے لگ رہا تھا جیسے وہ چوری کر رہی تھی اور کسی بھی لمحے پکڑی جا سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا،سوچا تھا تم سے بھی ملاقات ہو جائے گی"پھر اس نے چلتے چلتے ترچھا ہو کر چہرے سے اس جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔"تم کہیں باہر تھی۔۔کیا کوئی دوست ڈراپ کر کے گئی ہے"

پریسہ نے بھی عقب میں گردن موڑ کر نگاہ ڈالی جہاں برف پر گاڑی کے ٹائرز کے نشانات تھے۔

"ہاں وہ میں۔۔"خشک لبوں کو تر کر کے اس کا ذہن کوئی جھوٹ گھڑنے لگا تھا۔نہ جانے یہ جھوٹ بولنا اتنا مشکل کیوں تھا۔پھر ایک دم جیسے گردن کا زخم یاد آیا۔ادھر ادھر بھٹکتی نظریں ایک دم ایمر کے چہرے پر رکی پھر اس نے اپنی گردن پر لگی پٹی کی طرف اشارہ کیا۔"مجھے بینڈیج بدلنی تھی،اسی لئے قریبی کلینک گئی تھی۔واپسی پر ایک دوست مل گیا مجھے"آخری بات پر اس نے تھوک نگلا تھا۔اسے یہی وضاحت درست لگی نہ اس نے پورا جھوٹ بولا نہ پورا سچ۔

"اوہ تو کیا تمہارے میل فرینڈز بھی ہیں۔۔؟"ایمر کے چہرے کی چمک کچھ مانند سی پڑی تھی۔

"نہیں بس یونہی ہائے ہیلو ہے،میں زیادہ فرینڈز نہیں بناتی۔۔"اس نے ایک دفعہ پھر بے اختیاری طور پر بیگ کی سٹریپ ٹھیک کی تھی حالانکہ وہ پھسل نہیں رہی تھی۔

"مجھے لگا تم میل فرینڈز نہیں رکھتی ہو گی"

پریسہ جبراً ہلکا سا مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں ایسا کیوں لگا آپکو۔۔۔"۔وہ کاٹیج کے چھوٹے لکڑی کے دروازے کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"ایسے ہی مجھے نہیں بنایا تبھی۔۔"

"آپ اندر نہیں جارہے کیا۔۔۔؟؟"اس نے لمحے بھر میں بات بدلی تھی۔اسے اپنی بات پر وہیں رکتے دیکھ کر یاسمین کنعان کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پریسہ نے کہا،اسے اس گفتگو کے ختم ہونے کی جلدی تھی،کوئی بھی مام کے گھر سے نکلتا تو پہلی نظران پر پڑتی۔وہ اب لکڑی کا دروازہ کھول کر کھڑی تھی۔

"میں مل چکا ہوں پھپھو اور داریا سے بس واپس جارہا تھا۔۔۔"اس کے لہجے میں پریسہ نے کچھ بدلتا محسوس کیا تھا۔جیسے اسے اس کا بات بدل دینا برا لگا ہو۔

"چلتا ہوں اب،آپ کو دیکھ کر اچھا لگا۔"وہ اس کی بات پر سر کو خم دے کر مسکرا کر پلٹنے لگی تھی جب ایکدم کچھ یاد آنے پر چونکی۔

"اور آپ کو شکریہ کہنا تو میں بھول ہی گئی، اس دن آپ مجھے جنگل سے لے آئے تھے، اور بینڈیج بھی کر دی تھی۔ اس کے لئے بہت شکریہ" اسے پتہ تھا ایسا خالی خولی شکریہ ادا کرنے سے کوئی بھی اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ مروتاً یہ بات کر رہی ہے لیکن وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔ یاسمین اور داریا ہی فیملی کے نام پر بچے تھے اس کے پاس، وہ اپنے اور ان کے درمیان بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تو ایمر کو شکریہ کے طور پر کھانے پر بلا سکتی تھی، لیکن اس کا جو نتیجہ نکلتا وہ اسے کئی دن پریشان کئے رکھتا پھر۔

"شکریہ کی کوئی بات نہیں، میں نہیں کرتا تو کون کرتا۔ تمہیں جب بھی کسی مدد کی ضرورت ہو مجھے ضرور بتانا"

www.novelsclubb.com

"ضرور۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ایمر چند لمحے اسے دیکھ کر وہی سے پلٹ گیا، اس نے سکھ کی ایک گہری سانس لی۔ پھر اس نے یاسمین کنعان کے گھر کی اس روشن کھڑکی کو دیکھا جو داریا کے کمرے کی تھی۔ اور پھر گرین ہاؤس کی جانب پلٹ گئی۔ کاٹیج کی چھت سفید ہو چکی تھی

۔لکڑی کی باڑ کے حدود میں موجود سارے درخت برف سے اٹے تھے۔اس کا بڑھتا ہر قدم پیچھے نشان چھوڑتا جا رہا تھا۔ایمر سے بات کرنے کا خوف اب بھی اس کے دل میں تھا۔

وہ داریا کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھی۔ بچپن میں بھی اس کے کسی کھلونے کو ہاتھ میں لے لینا ہی ایک بڑی قیامت کا سبب بن جاتا تھا۔اس وقت وہ روتی منہ بسورتی دیدا کے پاس چلی آتی تھی، حالانکہ دیدا اسے اسی وقت بازار لے جاتے اور بہت سی چیزیں خرید دیتے تھے لیکن اس کے معصوم دل پر جو چوٹ لگتی تھی وہ اسے کئی کئی دن تک پریشان کئے رکھتی تھی، جب یاسمین داریا کی وجہ سے اسے بات بات پر جھڑک دیتی تھی تو اسے اس ہستی کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا تھا۔ جس کی کبھی اس نے تصویر تک نہ دیکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دیدا سب کے پاس مما ہیں بابا ہیں میرے پاس صرف آپ کیوں ہیں؟؟" یہ سوال ذہن و دل کے ساتھ لڑائی لڑتے لڑتے آخر کار الفاظ کا روپ دھار کر اس کے لبوں پر ضرور آتا۔

"پریسہ تم جانتی ہو میں تمہیں سنڈریلا کیوں کہتا ہوں؟؟"

"ہوں۔۔جانتی ہوں۔۔۔کیوں کہ میرے پاس ماما بابا نہیں ہیں۔۔اور کسی دن جب میں بہت اداس ہونگی تو میرے پاس ایک مدر فیری آئیں گی جو کہ میرے جیسے بچوں کے پاس آتی ہیں جن کے ماں باپ نہ ہوں یا پھر جن کا کوئی خیال رکھنے والا نہ ہو"

"بالکل۔۔۔تو کیا تم چاہتی ہو کہ داریا کی طرح تمہارے پاس بھی مدر فیری نہ آئیں۔۔؟؟

ماضی کا خیال دھنوئیں کی طرح ہوا میں تحلیل ہوا تو وہ ایک دم زور سے ہنس دی۔آنسو ٹوٹ کر اس کی آنکھوں سے چہرے پر گرے،اور اس نے ایک گیلی سانس اندر کھینچی۔وہ کیسے اسے بہلاتے تھے اور وہ بہل بھی جاتی تھی۔صرف اس لئے کے کہ وہ "سنڈریلا" کا نام لیتے تھے۔ اور یہ نام۔۔یہ کہانی۔۔اس کے لئے دوا کا کام کرتی تھی۔وہ خود کو سنڈریلا سمجھتی تھی۔اپنے کمرے کی بالکنی پر بیٹھنے والے پرندوں سے بات کرنے کی کوشش کرتی۔کبھی پورا گھر صاف کرنے کی کوشش کرتی۔جس پر شمس الدین ہنس پڑھتے تھے۔

"میں تمہاری سوتیلی ماں نہیں ہوں پریسہ۔۔۔کیا میں نے تمہیں صفائی کرنے کا کہا ہے"۔ناک پر جمے چشمے کے پیچھے سے وہ مسکراتی نظروں سے پوچھتے۔

www.novelsclubb.com

"دیدا سنڈریلا بھی کرتی ہے" وہ انکی ہنسی پر منہ بسور کر روٹھ جاتی تھی۔ شمس الدین کے لئے اسے اس طرح بہلانا اور کسی بھی احساس کمتری سے بچانا کافی آسان رہا تھا۔ کبھی کبھار دار یا کی طرح کی کوئی فراک، کلپس کھلونے وہ نہیں لے پاتی تو وہ بس ایک نام لیتے تھے۔ اور اس کی اداسی اور موٹے موٹے آنسو غائب ہو جاتے تھے۔ کیوں کہ اس نام پر اسے یاد آجاتا تھا کہ اسے کسی فیری مدر کا انتظار کرنا تھا۔ یہ نام اداسیوں کے خزاں رسیدہ موسم میں اس کے لئے خوشی کے موسم کا کام کرتا تھا۔ اسے فیری مدر کے نام پر ایک امید دے جاتا تھا، ایک آس۔ کہ اس کے پاس بھی کسی کو آنا تھا، جو اس کی زندگی کی خزاں کو بہار کے پھول کا تحفہ دے گا۔ ایک لفظ ہی تو تھا۔۔۔ ۔۔بس۔۔ "سنڈریلا"۔ جو اسے بہلائے جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

صبح کی روشنی دھوپ کی شکل میں موسٹر شہر پر پھیل چکی تھی۔ سرکاری گاڑیاں رات بھر ہونے والی برف باری کے باعث جابجا پھیلی برف کو صاف کر چکی تھیں۔ ایسے موسم میں دھوپ کا نکل آنا کسی بڑی نعمت سے کم نہیں ہوتا تھا۔ سٹی سینٹر میں واقع ایک مہنگے پرائمری اسکول کی عمارت کی سامنے کی دیوار کو بیل بوٹوں نے ڈھک رکھا تھا۔ جنہیں کھڑکیوں کے پاس سے

نہایت صفائی سے کاٹا گیا تھا۔اسکول کی یہ عمارت ان بیلوں کی وجہ سے ڈھکی ہوئی سی تھی اور سرسبز دکھائی دیتی تھی۔یہ عمارت نہ صرف اسکول کی تھی بلکہ یہاں بے بی سٹنگ اور ایک چھوٹا سا اور فین ہاؤس تھا جس میں رہنے والے کئی بچے بھی اس کلاس میں تھے۔ان بچوں کی فیسز اور باقی سارے اخراجات ایلیٹ کلاس کے لوگ بطور چیریٹی ادا کرتے تھے جن میں مسلم، کرسچن اور باقی مذاہب سے تعلق رکھنے والی فیملیز شامل تھیں۔

عمارت کی دوسری منزل پر واقع کنڈر گارڈن کی کلاس کی بڑی بڑی کھڑکیوں سے اندر کا منظر صاف واضح تھا۔بچے رنگ برنگی کرسیوں پر بیٹھے اپنے سامنے کرسیوں کی سی ہی ہم رنگ ٹیبلز پر بیٹھے کلے سے مختلف چیزیں بنا رہے تھے۔ان سب کا جائزہ لیتی علائیزہ ایک صحت مند سے چار سالہ بچے کی جانب آئی جو پوری توجہ سے کلے سے بنائی اپنی ٹیڑھی میڑھی گاڑی میں اسی ہی کلے کے بنے پہیے لگا رہا تھا۔

"عِصمَت۔۔۔۔دیکھو تو کتنی پیاری گاڑی بنائی ہے آپ نے،اسے چلائے گا کون؟؟"اس نے اشتیاق سے آنکھیں پھیلائی۔عصمت نے سر اٹھا کر اپنی گھنگریالے بالوں والی ٹیچر کو دیکھا جو

ایک ایک بچے کی بنائی ہوئی چیزوں پر خوشی اور حیرت کا اظہار کرنے کے بعد اب اس تک آئی تھیں۔

"یہ میں چلاؤنگا۔۔"عصمت نے مگن انداز میں خوشی اور فخر سے جواب دیا۔اپنی بنائی گاڑی کو ادھر ادھر سے ٹھیک کرتے وہ ہلکی سی زبان نکالے نہایت مصروف دکھائی دیتا تھا۔پھر جیسے اسے کوئی خیال آیا تو جوش سے بولا۔"اور۔۔اور۔۔۔براق ماموں بھی چلائیں گے"۔

وہ براق کے نام پر کھل کر مسکرائی،دل عجیب سے انداز میں دھڑکا۔اور اسی دھڑکن نے اسے مجبور کیا۔کسی سحر کی مانند۔خاکی رنگ کی سکرٹ کی جیب سے سیل فون نکال کر اس نے آن کیا۔اور وہیں کسی بچے کی خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔اس کی کلاس کے بچوں اور اس کے نیچ اسٹوڈنٹ ٹیچر کے رشتے کے بجائے دوستوں سا تعلق زیادہ تھا۔بہت سی ٹیچرز اس کلاس میں آنے سے گھبراتی تھی۔بقول ان کے اتنے چھوٹے چھوٹے شرارتی بچوں کو سنبھالنا،جان جوکھوں کا کام تھا ۔جبکہ علائیزہ کے کلاس میں آتے ہی بچے ایکدم معصوم فرشتے بن جاتے جو اس کی ایک دفعہ کہی ہوئی بات پر ہی عمل کر لیتے تھے۔

www.novelsclubb.com

ابھی بھی سب فرمانبرداری سے اس ٹاسک میں مگن تھے جو انہیں ان کی فیوریٹ ٹیچر نے دیا تھا۔ علائیزہ نے ہاتھ میں تھامے فون کی روشن سکرین پر ٹائپ کرتے ہوئے ان میسیجز کا رپلائے دیا جواب تک ان دیکھے تھے۔ پھر غیر ارادی طور پر اس کی انگلیوں نے سکرین پر انسٹا گرام کے آئکن کو چھوا۔ اس کے بعد اسے اندازہ بھی نہیں ہوا کہ کب اس نے براق کا نام سرچ بار میں لکھا اور کب اس کی آئی ڈی کھولی۔ اس کی نظریں ستائش سے ایک ایک تصویر دیکھی جا رہی تھیں۔ اس کا دل ہر تصویر پر الگ ہی انداز سے دھڑک جاتا تھا۔ دل میں اٹھتی براق کو میسج کرنے کی شدید خواہش کو اس نے بڑی مشکل سے نظر انداز کیا۔ لیکن اگلی تصویر پر نظر پڑھتے ہی وہ خود کو روک نہیں پائی۔ اب وہ میسیج باکس کھولے، سوچ رہی تھی کہ بات کہاں سے شروع کرے۔ اس کی نظریں عِصمَت پر پڑیں، یکایک اسے کوئی خیال آیا اور اس نے عِصمَت کی بنائی ہوئی کلے کی گاڑی کی چند تصاویر لیں اور براق کو بھیج دیں۔ سیل فون جیب میں ڈال کر وہ کلاس کی جانب متوجہ ہوئی، دھڑکتا دل جو کہ اب اس کے میسیج کے انتظار میں تھا۔ بظاہر اب وہ بچوں کی بنائی ہوئی چیزیں احتیاط سے کلاس میں کھڑکی کے پاس رکھی بڑی سی ٹیبل پر رکھنے لگی تھی۔ دو دن پہلے بھی اس کی براق کے ساتھ ایک دو گھنٹے کے لئے بات ہوئی تھی۔ اور وہ کتنا خوش تھی یہ

صرف وہ جانتی تھی۔اس کے بعد علائیزہ نے اسے میسیج نہیں کیا۔مبادا وہ یہ نہ سمجھ لے کے وہ اس میں بہت دلچسپی لے رہی ہے۔لیکن آج اپنا یہ خیال ٹھکرا کر اس نے اسے پھر سے میسیج کر ہی ڈالا۔اب اس دل کا وہ کیا کرتی جو دن بہ دن بے قابو ہوتا جا رہا تھا۔یہ پہلا احساس تھا جو اس نے کبھی اس طرح گہرائی سے محسوس کیا تھا۔ہر دوسری لڑکی کی طرح وہ بھی خواب دیکھتی تھی ۔ایک خوش گوار زندگی کا،اسے ایسی زندگی نہیں پسند تھی جیسے آج کل کئی شادی شدہ جوڑے گزارتے تھے۔بورنگ۔۔۔!!۔نہ ہی اسے اپنی کینیڈا میں رہنے والی کزن کی طرح ایک ان چاہی شادی کرنی تھی کہ ملائکہ کی طرح اس کا یقین ایک خوبصورت شادی شدہ زندگی سے ہی اٹھ جائے۔وہ ہر دوسری لڑکی کی طرح اتنا چاہتی تھی کہ اس کی شادی محبت کی ہو اور وہ محبت ہمیشہ قائم رہے۔اب جب اس کے دل نے پہلی بار کسی کے لئے دھڑکنا شروع کیا تھا،تو اسے اپنے خوابوں کی طرف جاتا راستہ دکھائی دینے لگا تھا۔خواب جیسے بھی ہوں،ان کے پورے ہونے کی خواہش شدید ہوتی ہے۔

♦♦♦

سوئیٹ کی ساری کھڑکیوں کے کیرامل کلر کے پردے آج سمٹے ہوئے تھے۔سورج سردیوں کی نرم نرم سی دھوپ پھیلائے سردی کی شدت کو کم کرنے کی کوشش میں تھا۔لونگ روم میں رکھی ٹیبل پر دھوپ پڑتی اس کے شیشے کو چمکا رہی تھی۔ٹیبل کے چاروں اطراف پردوں سے ہی ہم رنگ صوفوں میں سے دو پر سلجوق احمد اور داؤد سلطان بیٹھے ہوئے تھے۔سلجوق احمد بھورے رنگ کا سویٹر پہنے رف سے حلیے میں تھے۔داؤد سلطان پاؤں کی قینچی بنائے انہیں میز پر رکھے ہوئے تھا۔ہاتھ میں سیلیڈ کا باؤل تھا جس سے وقتاً فوقتاً وہ کانٹے کی مدد سے سیلیڈ کھاتا جا رہا تھا۔کھڑکی کی جانب اس کا دایاں رخ تھا اور وہاں سے چھن کر کے آتی دھوپ اس کے سیاہ بالوں پر پڑتی انہیں سنہری سا رنگ دے رہی تھیں،آنکھوں کا رنگ کانچ سا چمک رہا تھا۔وہ دونوں آج سوئیٹ میں اکیلے تھے۔ٹیم میمبرز اپنے اپنے کاموں میں باہر کہیں مصروف تھے۔

"شمس الدین کا معاملہ کافی مشکوک ہے،ایسا کیس میں نے اپنی پوری زندگی میں کہیں نہیں دیکھا۔"ٹیبل پر موجود بلیک کافی کا کپ اٹھا کر انہوں نے کافی کی چسکی لی۔

"لیکن ہو نہ ہو اس کیس کا تعلق حسن المغربی سے ضرور ہے۔ جتنی ریسرچ میں نے اس بارے میں کروائی اس میں شمس الدین کی ملاقات کئی بار حسن المغربی سے بتائی جا رہی ہے جو کہ حیران کن ہے۔ حسن المغربی اور پھر کسی عام شخص سے ملے۔۔ یہ بات کچھ ہضم نہیں ہو رہی مجھے۔"

کافی سے نکلتی گرم بھاپ ان کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ داؤد سلطان ٹیبل سے پاؤں سمیٹ کے سیلڈ کا باؤل ٹیبل پر رکھتا ہوا گویا ہوا۔

"میں بھی یہی جاننے کی کوشش میں ہوں، لیکن۔۔۔۔انکل،" وہ کہنیاں گھٹنوں پر جمائے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے دھوپ کے باعث آنکھیں چھوٹی کئے سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے آپ سے آج کچھ اور جاننا ہے۔" اس کا چہرہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔ سلجوق احمد کافی پیتے پیتے چونکے۔ چاہے وہ اسے بچپن سے پالتے ہوئے آئے تھے۔ لیکن کبھی انہیں یہ احساس نہیں ہوا کہ وہ ان کا اپنا بیٹا نہیں ہے۔ وہ اس کے کہے بنا ہی داؤد کی بات سمجھ جاتے تھے۔ جتنا وہ اس سے اٹیچ تھے وہ کبھی اتنا نہیں ہوا تھا۔ ریزروڈ سا رہتا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی اسے کسی

www.novelsclubb.com

باپ ہی کی طرح اس کے چہرے اور آنکھوں کے تاثرات سے جان لیتے تھے کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ ابھی بھی انہوں نے اس کے چہرے پر کچھ محسوس کیا تھا، اور وہ الرٹ سے ہو گئے تھے،

"جب آپ نے مجھے، دریا سے نکالا تھا، اور جب مجھے اپنے ساتھ لے گئے تھے، تو ان دنوں کیا کسی نے مجھے ڈھونڈنے کی کوشش تھی، یا میری گمشدگی کی رپورٹ کی تھی"

وہ آج پہلی بار اس موضوع پر آیا، اس نے آج پہلی بار اپنے ماضی کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اور اسی چیز نے بے ساختہ انہیں الجھایا۔ وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے تکتے رہے پھر بول اٹھے۔

"تم ایسے اچانک یہ سب کچھ پوچھ رہے ہو" انہوں نے چہرے پر آتے تشویش کے آثار چھپاتے خود کو بمشکل نارمل ظاہر کیا تھا۔ لیکن اسے اسی سنجیدگی سے جواب کا منتظر دیکھ کر انہوں نے اداسی سے ہنکارا بھرا۔

"داؤد۔۔۔ محمود ادھم نے رپورٹس درج کروائی تھی تھانوں میں۔۔۔ لیکن انہیں پولیس نے یہی بتایا کہ تم خودکشی کر چکے ہو، تمہاری موت ہو چکی ہے اور تمہاری باڈی نہیں مل سکی۔"

داؤد کے دل میں درد کی ایک لہر سی اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"صرف دو لوگ تھے جو مسلسل تمہاری تلاش میں تھے، جو کئی سالوں تک، رپورٹس پر رپورٹس دیتے رہے"

"ہوں۔۔۔نوریز انکل نے کی ہوں گی یہ رپورٹس۔۔۔کیونکہ انہیں سے تو مجھے ایڈاپٹ کیا گیا تھا۔" پھر وہ ٹھٹکا۔"لیکن دوسرا کون تھا؟" سوال کرتے ہوئے وہ جیسے سوچ میں ڈوبا پھر سر جھٹک کر چونکا۔

"شمس الدین۔۔۔"۔ سلجوق احمد نے کافی کا ایک گہرا گھونٹ لے کر کہا تھا۔

"میں سمجھا نہیں۔۔۔شمس الدین کا مجھ سے کیا تعلق ہے" آنکھوں میں الجھن ہی الجھن تھی۔

"تمہارے اصل گارڈینز شمس الدین اور نوریز ہیں۔وہ دونوں کئی سال تک تمہیں ڈھونڈتے رہے۔مجھے مسلسل خبر ہوتی رہی تھی ان کے رپورٹس کی، لیکن میں اس وقت تمہیں ان کے حوالے نہیں کر سکتا تھا۔اس وقت تمہیں علاج کی ضرورت تھی، تمہاری ذہنی حالت بہت خراب تھی، اور شائد وہ تمہارا ٹھیک سے علاج نہ کر پاتے۔میں تمہیں ان سب چیزوں سے دور رکھنا چاہتا تھا۔"

"اگر وہ میرے گارڈینز تھے تو وہ محمود ادھم کے پاس بھی گئے ہوں گے۔" یہ نام لیتے ہوئے اس کی آنکھیں نفرت کے الاؤ سے دھک اٹھیں۔

"ہوں۔۔ محمود نے ہی تو انہیں بتایا تھا کہ تم خودکشی کر چکے ہو، لیکن انہیں وجہ نہیں بتائی گئی تھی ،اور یہی چیز انہیں سب سے زیادہ پریشان کئے ہوئے تھی۔ وہ دونوں تمہارے ماں باپ کے رشتے دار تھے، شائد اسی وجہ سے کافی پریشان تھے۔"

سلجوق احمد خاموش ہوئے تو اسے کسی سوچ میں گم پایا۔اس کی آنکھیں پھر سے سرد مہری کے تاثرات سے بھر گئیں تھیں۔

"آپ نے۔۔ کیا آپ نے کبھی میرے ماں باپ کے بارے میں جاننے کی کوشش کی؟" ان کی بات سن کے اس نے پھر سے سوال کیا۔

اس کے منہ پر آج پہلی بار ماں باپ کا لفظ آیا تھا، اتنے عرصے میں یہ نام اس نے کبھی نہیں لیا تھا۔ وہ حقیقی معنوں میں انہیں حیران و پریشان کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کی تھی۔۔بہت کی تھی۔۔۔۔لیکن پولیس کے انٹریوز لینے پر شمس الدین یہی کہتے رہے کہ داؤد میرے کسی عزیز کا بیٹا ہے۔اس کے علاوہ ان کے پاس سے ہمیں کوئی معلومات نہیں ملی ۔لیکن وہ بہت پریشان تھے،مجھے افسوس ہے کہ میں انہیں تمہارے بارے میں بتا نہیں پایا، لیکن اس وقت وہ سب ضروری تھا۔۔۔۔ورنہ شائد تم کبھی ایک نارمل چائلڈ نہیں بن پاتے ۔۔"

"ہوں۔۔میں سمجھ سکتا ہوں۔۔"اس نے چہرہ جھکایا تھا۔وہ قالین کو گھور رہا تھا۔ذہن اندر تک الجھا ہوا تھا۔

"لیکن تم یہ سب اچانک سے آج کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟"انہوں نے تفتیشی انداز میں پتلیاں سکیڑ سی لیں۔

وہ اب صوفے سے اٹھ رہا تھا۔"کیونکہ مجھے اب ضرورت پڑھ گئی ہے کچھ جاننے کی"سفید شرٹ پر سیاہ اونی پفر کوٹ پہنے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔آج اس نے بال جیل سے کسی ہیئر سٹائل میں نہیں سنوارے تھے۔بلکہ وہ ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"یعنی کیا۔۔۔"سلجوق احمد نے تجسس کے احساس کو دباتے ہوئے ایک ابرو اچکائی۔

اس نے ان کی بات کو نظر انداز کیا۔اور اپنے کمرے کی جانب بڑا، کچھ ہی منٹ میں باہر آیا تو ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھی۔ سلجوق احمد صوفے پر بیٹھے بیٹھے اسے یہاں سے وہاں جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔۔کیا جاننا ہے تمہیں۔۔؟؟"وہ کبھی کبھار اتنا کھٹور بن جاتا تھا ۔کہ سلجوق احمد غصے سے ہانپ سے جاتے۔

"میں ذرا جلدی میں ہوں۔۔آپ یہ کپ اور باؤل دھو کر کچن میں رکھئے گا"۔

"تم میری بات نظر انداز کر رہے۔۔؟""انہوں نے دھمکی آمیز لہجہ بناتے ہوئے اسے چبھتی آنکھوں سے گھورا۔

"نہیں میں بس باہر جا رہا ہوں۔۔"اس نے بنا تاثر کے دروازے میں کھڑے کھڑے کہا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کرتا غائب ہو گیا۔ سلجوق احمد دروازے کو تکتے رہ گئے۔پھر ان کی نظر ٹیبل پر رکھے خالی کپ اور باؤل پر پڑی،اور وہ انہیں اٹھاتے ہوئے تلملا کے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کبھی کبھی تو لگتا ہے یہ میرا باپ ہے" بڑبڑا کر انہوں نے سنک میں دونوں برتن رکھے اور انہیں دھونے لگے۔

♦♦♦

کوٹیج کے پاس بنے گرین ہاؤس سے منسلک فلورل شاپ آج کھل چکی تھی، گرین ہاؤس کے اندر بڑی تعداد میں اگے مختلف پھول پودے آج تروتازہ دکھائی دیتے تھے۔ پودوں پر موجود پانی کے قطرے بتاتے تھے کہ انہیں کچھ دیر پہلے ہی سیراب کیا گیا ہے۔ گرین ہاؤس کے اختتام پر موجود گول اینٹوں سے بنی چھوٹی سی عمارت کا دروازہ آج کھلا ہوا تھا۔ چمنی سے نکلتا دھواں شفاف فضا میں تحلیل ہوتا جا رہا تھا۔ ایلف حانم فلورل شاپ کے کاؤنٹر پر کھڑی گاہک سنبھال رہی تھی۔ یہ کام انہوں نے اپنی خوشی سے شروع کیا تھا۔ پریسہ نے پہلے پہل منع کیا تھا لیکن وہ جانتی تھی ایلف حانم اس طرح فارغ رہتی تو انہیں کہیں باہر آنے جانے کے خیال آتے، تبھی پریسہ نے انہیں یہ زمہ داری سونپ دی تھی۔ کیونکہ ان کے غائب ہونے پر پولیس کسی شک میں پڑھ سکتی تھی۔ اور وہ دوبارہ وہ سب ہوتا نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ پریسہ اسے کہیں دکھائی نہ دی، وہ یونہی یہاں کا جائزہ لینے آئی تھی۔ وہ لکڑی کے اس بھاری کھلے دروازے سے اس گیسٹ ہاؤس کے

اندر داخل ہوئی تھی۔ کبھی کبھار بچپن میں دادا اور پریسہ کے ہمراہ وہ یہاں آیا کرتی تھی۔ گیسٹ روم نفاست سے صاف کئے جانے پر چمک رہا تھا۔ لاونج سے اندر آؤ تو سٹنگ ایریا میں دو پرانے صوفے رکھے ہوئے تھے۔ سامنے ہی دیوار میں آتش دان تھا، جس میں جلتی لکڑیوں نے سٹنگ ایریا کو گرم کر رکھا تھا، وہیں بابا کی پرانی الماری تھی جسے کھولنے کا تجسس نہ صرف اسے بلکہ پریسہ کو بھی رہتا تھا، لیکن اس کا لاک، انہیں کبھی سمجھ نہیں آیا۔ نجانے انہوں نے وہاں کیا چھپایا تھا۔ اندر کمروں کے دروازے بند تھے۔ وہ ان دو کمروں میں سے ایک کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ صوفے پر رکھے سیل فون پر میسیج کی ٹون بجی، تجسس کے عادی احساس نے سیل فون کی جانب توجہ دلائی۔ اس نے چور نظروں سے ادھر ادھر دیکھا، اور فون کی سکرین پر آئے ہوئے میسیج کو دیکھ کے اسے دھچکا لگا۔

"پریسہ کے پاس اس کا نمبر محفوظ نہیں تھا، شائد اس نے پہلی دفعہ میسیج کیا تھا۔" جلن کے احساس نے اس کے چہرے کو آگ بگولا کر دیا۔ اس نے میسیج کھول کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ہائے پریسہ،ایمر بات کر رہا ہوں میں سوچ رہا تھا کیوں نہ تم میرے ساتھ میرے سٹوڈیو چلو، اسٹوڈیو کے افتتاح سے پہلے میں جاننا چاہتا ہوں کہ اگر وہاں کوئی کمی بیشی ہو تو اسے پورا کر سکوں ،اگر اس کام میں تم میری مدد کر سکو تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔میں تمہیں 4 بجے تک پک کرنے آجاؤں گا۔"

داریا کے جسم میں شرارے پھوٹنے لگے اس کا دل چاہا پریسہ کے فون کو آتش دان میں جھونک دے۔پھر اچانک جیسے اس کے ذہن نے اسے کوئی سگنل دیا۔چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات ابھر آئے۔(4 بجے۔۔؟؟)اس نے آنکھوں کی پتلیاں سکیڑی جیسے کسی حساب کتاب میں مگن ہو۔پھر "اوکے" کا رپلائے دے کے اس نے میسیج اس کے فون سے ڈیلیٹ کر دیا۔اسی دوران کمرے کے دروازے پر کھٹکا سا ہوا تو وہ جلدی سے فون واپس اسی جگہ رکھ کر وہیں صوفے پر بیٹھ گئی،چہرے پر بے نیازی اور انداز میں سست روی سی طاری کی۔کمرے کا دروازہ کھلا۔پریسہ بکھرے سے حلئے میں باہر نکل آئی۔اس کے ہاتھ میں بالٹی تھی۔جس میں موپ تھا۔دوسرے ہاتھ میں ڈیٹرجنٹ جس سے اس نے کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں صاف کی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"داریا تم یہاں۔۔؟" وہ کچھ حیران سی ہوئی۔ پھر یک لخت اس کے ذہن میں اس کی باتوں کی بازگشت گونجی۔ جب وہ یاسمین کنعان کو اس کی جلد شادی کا بتا رہی تھی۔

"کیوں۔۔؟ درایا نے ایک ابرو اٹھائی۔ "میں یہاں نہیں آسکتی۔"

اس کے جواب پر پریسہ تھوڑا ہڑبڑائی۔

"بالکل آسکتی ہو۔۔ میں بس یونہی اچانک تمہیں دیکھ کر حیران ہو گئی۔" پریسہ نے جلدی سے حیران اور الجھے ہوئے تاثرات مسکراہٹ میں تبدیل کیئے۔ البتہ اندر ہی اندر اسے اس کی یہاں موجودگی پر کھٹکا سا ہو رہا تھا۔

"میں تم سے کوئی بات کرنے آئی تھی۔" اس کے لہجے میں چھائی نرمی پریسہ کو شک میں ڈالنے لگی۔

"میری دوست لائبریری میں پارٹ ٹائم جاب کر رہی ہے، کچھ دنوں کے لئے اسے کہیں جانا ہے، اور اسے کوئی لڑکی چاہیئے جو کچھ دنوں کے لئے اس کی جگہ کام کر سکے۔ میں سوچ رہی تھی تمہیں بتا دوں اگر تمہیں دلچسپی ہے تو۔"

"کس لائبریری۔۔وہی پبلک۔۔۔۔؟؟"اس کے شکوک ایک دم رفو چکر ہوئے۔لائبریری کے نام نے ہی اسے خوش کر دیا۔کیا پتا اسے وہاں کوئی جاب مل جائے۔دل میں ایک نئی امید جاگی۔

"ہاں میں چلی جاؤں گی کب تک جانا ہو گا مجھے؟؟"وہ بالٹی ایک طرف رکھ کر پر جوش ہوئی۔

"آج سے ہی۔۔۔4 بجے سے پہلے پہلے چلی جانا۔میں تمہیں اپنی دوست کا نمبر بھیج دوں گی تم اس سے بھی بات کر لینا۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔بس میں کپڑے چینج کر کے چلی جاؤں گی"اس کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ داریا کو زہر لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری دوست کا نام کیا ہے؟۔۔"پریسہ نے اسے اٹھتے دیکھا تو استفسار کیا۔

"فاطمہ۔۔فاطمہ اورہان"

پریسہ نے زیر لب نام دہراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔داریا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم لیٹ مت ہو جانا، میں چلتی ہوں" داریا کہہ کر دروازے کی جانب بڑھ گئی، عقب میں پریسہ نے اپنا سیل فون اٹھایا، جس کی سکرین پہلے سے ہی روشن تھی، اسے اندازہ نہ ہو سکا کہ اس کا فون کھولا جا چکا تھا۔اس نے فون میں وقت دیکھا۔اسے دو گھنٹوں میں جلدی جلدی لائبریری پہنچنا تھا۔اسے کچھ دنوں کے لئے ہی سہی اس کی ڈریم جاب مل گئی تھی۔

♦♦♦

صبح کی نکلی دھوپ اب ہلکی سی چھاؤں میں بدلنے لگی تھی۔سردی ویسی ہی تھی ٹھٹھراتی ہوئی ۔ہری بھری چوڑی کیاریوں کے بیچ کھڑی یہ براؤن رنگ کی بڑی عمارت موسٹر پبلک لائیبریری کی تھی۔جس کی کھڑکیاں سفید تھی۔بھوری اور سفید تین منزلہ عمارت، اور آس پاس کی ہریالی، رنگوں کا ایک خوبصورت امتزاج پیش کرتی تھی۔سفید کھڑکیوں میں سے ایک سے اندر جھانکو تو کتابوں کی دنیا کا ایک خوبصورت منظر واضح ہوتا تھا۔یہ تین منزلہ عمارت نچلی منزل سے آخر تک کچھ اس طرح تعمیر کی گئی تھی، کہ نچلی منزل میں بیٹھے لوگوں کو عمارت کی چوکور شیشے کی چھت واضح دکھائی دیتی تھی۔اور اس چوکور شیشے کی چھت کے پار کا آسمان بھی۔ یہاں سے آتی روشنی پوری لائبریری کو منور کئے ہوتی تھی۔دوسری اور تیسری منزل کے وسط

میں چوکور جگہ خالی چھوڑی گئی تھی جن کے کناروں پر سفید رنگ کی ریلنگ تھیں۔ تیسری منزل کی ریلنگ کے پاس کھڑے ہو تو نچلی منزل کا منظر واضح دکھائی دیتا تھا۔ جہاں کتابوں کی الماریاں کچھ اس انداز سے ترتیب میں رکھی گئی تھیں کے دیواروں کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ ایک طرف کمپیوٹر لیب نما سیٹ اپ تھا۔ جبکہ دوسری طرف جابجا بیٹھنے کے صوفے اور کرسیاں رکھی گئی تھی۔ وہ اس وقت ریسیپشن پر بیٹھی عورت سے مل کر آئی تھی۔ اتنے دنوں بعد اسے وہاں دیکھ کر وہ خوشی سے اسے خوش آمدید کہنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ پریسہ کی اچھی سلام دعا تھی۔ وہ اندر لائبریری کے وسط میں کھڑی اس احساس کو محسوس کر رہی تھی جو کتابوں کے بیچ اس کو سرشار کر دیتا تھا۔ ایک الگ سا سکون، خوشی اسے محسوس ہوتی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر لائبریری کی چھت کو دیکھا۔ اونچی پونی بنائے اس کے بالوں میں حرکت سی ہوئی۔ دھوپ مدھم پڑ رہی تھی۔ اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ کچھ لوگ شیشے کی دیوار کے پار جس پر کمپیوٹر لیب لکھا ہوا تھا وہاں کمپیوٹرز میں مگن دکھائی دیتے تھے۔ کئی لوگ مطالعے میں ایسے مگن تھے کہ ہلتے جلتے بھی دکھائی نہ دیتے تھے۔ گویا مجسمے ہوں جیسے، وہ ایک سادہ نرم سی مسکراہٹ سے ان لوگوں کو دیکھ کر کتابوں سے بھری ایک الماری نما دیوار کے قریب رکھی

ٹیبل کے قریب آئی۔اس نے سفید رنگ کے لانگ کوٹ اور اسی سے ہم رنگ لمبے مفلر کو احتیاط سے کرسی کی پشت پر آدھی تہہ لگا کر لٹکایا۔اور وہیں بیٹھ گئی۔وہ بھورے رنگ کا سویٹر پہنے ہوئے تھی۔جس پر سفید رنگ کے اون سے بنے ننھے ننھے پھول تھے۔دو شہد رنگ لٹیں چہرے کے دائیں بائیں کا احاطہ کیئے ہوئے تھیں۔لبوں پر لگی بے رنگ گلوس چہرہ دائیں بائیں کرنے پر چمک سی جاتی تھی۔سردیوں میں اسے ہمیشہ بے رنگ گلوس اچھی لگتی تھی۔ہاں کبھی کسی دعوت یا پارٹی میں جانا ہوتا تو وہ ہلکا پھلکا میک اپ ضرور کر لیتی تھی۔دفعتا اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کر اسی جانب گردن گھمائی۔شہد رنگ بالوں کی پونی لہرا کے دوسرے کندھے سے ٹکرا سی گئی۔

"اوہ۔۔۔سوزین۔۔۔"وہ ایک دم گرم جوشی سے کرسی پیچھے کھسکا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم کب آئی واپس زینیکہ سے"۔اگلے سوال پر گھنگریالے گولڈن بالوں والی سوزین دل سے مسکرائی اور اس کے گلے لگی۔

"بس کل ہی۔۔۔بہت یاد آئی مجھے تمہاری، تمہیں کئی بار کالز کرنے کی کوشش بھی کی، لیکن جہاں میرا گاؤں ہے، وہاں سگنلز نہ ہونے کے ہی برابر ہی۔ کسی کو ای میل تک نہ کر سکی،"

سوزین بولتے ہوئے اس سے الگ ہوئی۔ پھر ٹھٹکی۔"تم کافی کمزور ہو گئی ہو پریسہ"

دونوں آمنے سامنے بیٹھ چکی تھی۔ سوزین غور سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

"بس۔۔۔حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے۔"دونوں ہاتھوں کو مسل کر اپنی انگلیوں پر نظریں جمائے وہ اداسی سے ہنکارا بھرتے ہوئے بولی۔

"کل جب پہنچی تو ماما نے بتایا تمہارے دادا کے، بارے میں، پوری رات اسی شاک میں رہی کہ تم نے سب کچھ کیسے سہا ہو گا۔"

www.novelsclubb.com

پریسہ نے افسردگی سے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر استہزایہ انداز میں ہنس پڑی۔

"اب مجھے عادت ہو گئی ہے سوزین، تھوڑے تھوڑے وقت بعد کچھ برا ہو جانے کی"

"میں آج ہی تمہارے گھر آنا چاہ رہی تھی،"سوزین نے ٹیبل پر رکھے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔

"ضرور مجھے خوشی ہو گی، کیوں نہ ہم علائیزہ کو بھی بلالیں، مزا آئے گا" اپنے اور اس کے درمیان پھیلتی افسردگی کو کم کرنے کے لئے وہ چہرے پر خوشی پھیلاتے ہوئے بولی۔

"ہاں کیوں نہیں۔۔۔" سوزین بھی خوش ہو گئی۔ وہ بھرے بھرے جسم کی حامل ایک کرسچن لڑکی تھی اور اس کے ساتھ پریسہ کی ملاقات دو سال قبل اسی لائبریری میں ہوئی تھی، جب وہ اپنے ناول کے لئے مختلف ٹاپکس پر ریسرچ کر رہی تھی۔ سوزین مختلف نیوز پیپرز میں آرٹیکلز لکھتی تھی۔ اور اب تک اس فیلڈ میں اپنا کافی نام بنا چکی تھی۔ اس سے مل کر اور بات کر کے وہ ہمیشہ خود کو بہت ہلکا محسوس کرتی تھی۔ آج بھی اسے دیکھ کر پریسہ کو عجیب طمانیت کیا احساس ہوا تھا۔ ہوتے ہیں نہ ایسے کچھ لوگ جن کا وقت ہی آپ کے لئے ایک طرح سے دوا بن جاتا ہے۔ ان کے ساتھ بات کرنا ہی آپ کو ایک تھیراپی لگتا ہے۔ اس کے لئے سوزین بھی ایسی ہی تھی، حالانکہ عمر میں وہ اس سے کافی بڑی تھی، لیکن کچھ رشتے ان چیزوں کی حدود سے باہر ہوتے ہیں، ان رشتوں کے لئے ذہنی ہم آہنگی ہی کافی ہوتی ہے۔ ان دونوں کا رشتہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ سوزین اور اس نے کبھی اس ایج گیپ کو محسوس ہی نہیں کیا تھا۔ اس کا بھاری دل پچھلے دو سالوں سے اس سے مل کر ہی ہلکا ہو جاتا تھا۔

"تمہارے ناول کا کیا ہوا پریسہ، کیسے جا رہا ہے، پہلی دفعہ مجھے ہی پڑھنے کو ملے گا ہے نا"۔

سوزین اب بیگ سے لیپ ٹاپ نکال کر ٹیبل پر رکھنے لگی۔اس کی بات پر پریسہ نے شرمندگی سے ارد گرد دیکھا، پھر ہونٹ کا کنارا کھجا کر موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

"تمہاری جاب کیسے چل رہی ہے، بلکہ مجھے اپنے ہوم ٹاؤن کی پکچرز دکھاؤ، میں نے زینیکہ کی بہت تعریف سنی ہے، بدقسمتی سے کبھی جانے کا موقع نہیں ملا"

سوزین رک کر اسے دیکھنے لگی۔ ''نہیں پہلے میرے سوال کا جواب دو'' وہ لیپ ٹاپ چھوڑ کر پوری طرح اس کی جانب گھومی تھی۔اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو چکا تھا۔پریسہ نے نظریں چرا کر ادھر ادھر دیکھا۔

''تم نے پوچھا نہیں مجھے یہ چوٹ کیسے لگی'' سویٹر کے گلے کو آہستگی سے کچھ کھینچ کر سانس لینے کی کوشش کی اور موضوع بدلنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"سیرئسلی۔۔۔تم میرا وہ سوال ایوائڈ کر رہی ہو جو کہ مجھے پتہ ہے کہ تم کبھی نہیں کر سکتی، مجھے تمہاری چوٹ کی نہیں تمہارے دماغ کی فکر ہو رہی ہے" پھر سوزین نے کھینچ کر کرسی اس کے قریب کی۔

"یوآر نوٹ فائن۔۔۔۔۔"(تم ٹھیک نہیں ہو۔۔)

"آئی ایم۔۔۔(میں ہوں)" پریسہ نے نظریں جھکائے، ٹیبل پر انگلی سے آڑی ترچھی لکیریں کھینچیں۔

"دین ٹیل می۔۔اباؤٹ یور ناول۔۔"(تو پھر مجھے اپنے ناول کا بتاؤ)۔

پریسہ نے نظریں اٹھا کر سوزین کو دیکھا۔پھر ہونٹ کا کنارا کھجا کے لبوں پر زبان پھیری، وہ جانتی تھی، وہ اس کے سر پر دھماکہ کرنے والی تھی، اور اس دھماکے کے نتیجے کے لئے اس نے ایک گہری سانس کھینچ کر خود کو تیار کیا۔

"میں نے وہ مینیو سکرپٹ ضائع کر دیا سوزین"۔

"واٹ۔۔!!!"سوزین زور سے کہتے ہوئے یکدم کھڑی ہوئی۔آس پاس کے لوگوں نے گردن گھما کر زہر خند نظروں سے اسے دیکھا۔

پریسہ نے ہاتھ سے اسے کھینچ کر کرسی پر بٹھایا۔"کیا کر رہی ہو تم!!شور مت کرو!!"دبی آواز میں کہہ کر اس نے معذرت خوانہ مسکراہٹ لئے لوگوں کی طرف دیکھ کر بے آواز "سوری" کہا۔

"واٹ۔۔۔"دل پر ہاتھ رکھ کے سوزین نے اب سرگوشی میں اس کی جانب جھکتے ہوئے کہا تھا۔اس کے چہرے پر شاک کے اثرات تھے۔

"کوئی فائدہ نہیں تھا اس کو چھپوانے کا،مجھے معلوم ہے میں ایسا نہیں لکھ سکتی جو چھپ جائے،"

"پریسہ۔۔۔!!"سوزین دکھ بھرے لہجے میں پکار اٹھی۔

"میری بات سنو سوزین،میرے خیال میں ہمیں کوئی اور بات کرنی چاہئے،"

"نہیں ہمیں یہی بات کرنی چاہئے"اس نے کھلے لیپ ٹاپ کو بند کیا،اور اس کی جانب متوجہ ہوئی۔"تم نے اس پر ڈیڑھ سال لگایا تھا،ریسرچ کے لئے سینکڑوں بکس کھنگالی تھیں،ہم

www.novelsclubb.com

دونوں ایک ساتھ موسٹر میں ان ساری لوکیشنز کو چھان کر آئے تھے،اور تم نے وہ مینیو سکرپٹ ضائع کر دیا پریسہ، تم اپنے ٹیلنٹ کی اتنی بے قدری کیسے کر سکتی ہو پریسہ"

"وہ میرا ٹیلنٹ نہیں تھا"اس نے نم آنکھیں جھپکی۔"بس ایک وقتی شوق تھا جو بھوت بن کر مجھ پر سوار ہوا تھا اب اتر چکا ہے۔"وہ چند لمحے اپنے ناخنوں سے کھیلتی رہی، پھر اس نے سوزین کی بے یقین آنکھوں میں جھانکا۔

"میں ایسی چیز پر وقت ضائع نہیں کر سکتی جس کا کوئی سکوپ نہیں، آج کل لوگ ویسے بھی کتابیں زیادہ نہیں پڑھتے۔۔۔۔۔اور میں اس کے ذریعے اتنا کما نہیں سکتی۔مجھے کوئی ایسی جاب چاہئے جو مجھے سپورٹ کر سکے۔

www.novelsclubb.com

"یہ الفاظ تمہارے نہیں ہیں پریسہ۔۔۔یہ تم کسی اور کے الفاظ بول رہی ہو۔کس نے کہا ہے تم سے یہ سب۔۔"

"مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا، یہ سب میری اپنی سوچ ہے۔۔مجھے اتنا پتہ ہے کہ میں جو کچھ بھی کروں گی میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی، کیوں کہ میری قسمت کی کتاب پر بڑا بڑا

"failure" لکھا ہے۔ تم نے ہی کہا تھا نا مجھے کہ بھیج کر دیکھو، مجھے امید ہے چھپ جائے گا تم مجھے بس دلاسا دے رہی تھی کیونکہ وہ ریجیکٹ ہو گیا۔ اور دوسری بار جب میں ایجنسی جاب کے لئے جانے لگی وہ مینو سکرپٹ لے کر تو اسی دن میرا بیگ چوری ہو گیا جس میں مینیو سکرپٹ تھا ،اور اسی ہی دن ایجنسی والوں نے انٹریوز کینسل کر دئے۔ میں نے کہا نا I am Doomed، "۔

سوزین کہ دل میں کچھ چھن کر کے ٹوٹا تھا۔ یہ لڑکی ایسی تو نہ تھی۔ اس کی تو صبح ہی اپنے ناول کے ڈسکشن پر ہوتی تھی۔ ان کے بیچ لائبریری میں گھنٹوں اس کی کتاب پر بات ہوتی تھی۔ جب وہ اس سے پوچھتی تھی کہ تم پانچ سالوں میں خود کو کہاں پاؤ گی؟" تو اس کا ایک ہی جواب ہوتا۔ "بوسنیہ کے Best Selling Authors میں۔"

یہ بات کرتے ہوئے اس کی آنکھوں کی چمک ہیروں کی مانند ہوتی تھی۔

"مجھے اس بات کا احساس میری قسمت روز دلاتی ہے۔" پریسہ نے سخت لہجے میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر اس نے بے دردی سے بھورے سویٹر کی آستین سے نم آنکھیں پونچھیں۔اور گردن پیچھے گرا کر ایک تھکن زدہ سانس خارج کی۔ پھر جب سیدھی ہوئی تو چہرے کے تاثرات بدلے ہوئے تھے۔

"تمہیں پتا ہے پریسہ۔۔"سوزین نے اس کے درد کو محسوس کر کے بمشکل اپنے آنسوؤں کو قابو کیا۔جب بھی کائنات کی ساری چیزیں ہمیں ناکامی کا احساس دلاتی ہیں،اس وقت ہمیں ایک ڈھکا چھپا پیغام مل رہا ہوتا ہے۔کہ ہمیں ایک نیا انسان بننا ہے۔اور پھر ہمیں دو راستے ملتے ہیں۔ان مشکلات میں بھی ڈٹے رہنے کا، جیسے ایک چٹان طوفانی لہروں کے سامنے ڈٹ جاتی ہے۔یا ہار مان لینے کا کسی ریت کی عمارت کی طرح جو چھوٹی سی لہر سے بھی ڈھے جاتی ہے۔تم بتاؤ تم کون سا راستہ چنو گی۔پریسہ نے نظریں چرائیں۔اور پھر اپنے ہونٹ کا کنارا کھجایا۔سوزین افسردگی سے مسکرائی۔وہ جب بھی الجھن کا شکار ہوتی تھی ایسے ہی اپنے ہونٹ کا کنارا کھجاتی تھی۔

"تم سکوپ کی بات کر رہی ہو پریسہ، میرے خیال میں یہ سب بے معنی باتیں ہیں۔ٹیلنٹ، ٹیلنٹ ہوتا ہے، جب تک آپ میں ایک کام کو کرنے کی لگن ہو،اس کام سے جڑی منزل

ہمارے ذہن میں واضح ہو، وہ ٹیلنٹ اپنی ایک الگ پہچان ضرور بناتا ہے۔ یہ تمہارا گفٹ ہے پریسہ تم اسے یوں بے مول نہیں کر سکتی۔ یہ کتابیں دیکھ رہی ہو تم۔۔۔ سوزین نے چاروں طرف اشارہ کیا۔ پریسہ نے اس کے اشارے پر ان ساری کتابوں کو خالی سی نظروں سے دیکھا۔

"ان میں سے سارے مصنفین نے زندگی میں کوئی نہ کوئی مشکل جھیلی ہے لیکن ان کے یہ شاہکار آج ان کی موت کے بعد بھی زندہ ہیں پریسہ۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنے ہنر کو وہی اہمیت دی ہے جتنی اہمیت جسم میں جان کی ہوتی ہے۔ اگر جان نہ رہے تو جسم محض لاش رہتی ہے۔ بہر حال میں تمہیں مزید کچھ نہیں کہوں گی لیکن تم اس پر ایک دفعہ سوچنا ضرور۔"

پریسہ نے دائیں لٹ کان کے پیچھے اڑسی اور لب بھینچے۔ اسی لمحے اس کی نگاہ سوزین کے عقب میں ان کی جانب پشت کئے ایک شخص پر پڑی وہ الجھی، جیسے کوئی وہم ہوا ہو۔ پھر اپنے واہمے کو رد کرتی وہ سوزین کی جانب متوجہ ہوئی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن، میں اب اس بارے میں کچھ سوچنا نہیں چاہتی، ویسے بھی میں اب فلورل شاپ سنبھال رہی ہوں، اور سوچ رہی ہوں کہ اپنی سٹڈیز شروع کر دوں۔"

"ہوں۔۔جیسا تمہیں ٹھیک لگے،ویسے تم آئی کس لئے تھیں؟"وہ اب بند لیپ ٹاپ کھول رہی تھی۔وہ جان گئی تھی کہ حالات اور لوگوں نے اس کی سوچ بدل دی تھی۔اور وہ اسے زبردستی دوبارہ لکھنے پر مجبور نہیں کر سکتی تھی۔

"اوہاں۔۔۔کیا تم فاطمہ اورہان کو جانتی ہو۔مجھے داریا نے بھیجا ہے اس کی دوست ہے کوئی۔اسے یہاں لائبریری میں کسی کو اپنی جگہ رکھنا تھا جاب پر۔۔شائد کہیں جانا ہے اسے۔۔ "،

"ہاں۔۔میں جانتی ہوں اسے۔۔وہ یہاں کی archivist ہے۔(آرکیویسٹ۔۔تاریخی کتابوں کی رپورٹس بنا کر انہیں محفوظ رکھتے ہیں،)۔تو کیا تم اس کی جگہ کام کرو گی کچھ دنوں کے لئے"

"دیکھتے ہیں۔۔۔"پریسہ نے ایک گہری سانس لی۔"ابھی ملی نہیں میں اس سے"

اسی دوران ایک گندمی رنگ کی لڑکی ان کی جانب آتی دکھائی دی۔"چلو آچکی ہے وہ۔۔"

www.novelsclubb.com

سوزین نے اپنی جانب دیکھتی پریسہ کو اس کی جانب متوجہ کیا۔پریسہ نے نظریں پھیریں۔ان کی جانب آتی اس لڑکی کے سیاہ بال کس کے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے ایسے کے اس کا صاف ماتھا،لائٹس کی روشنی میں چمک رہا تھا۔بلیک پینٹ پر وائیٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔اور ہلکا پھلکا سا میک اپ کر رکھا تھا۔وہ ان کے سامنے آکر گرمجوشی سے رکی تھی۔

"ہیلو سوزین۔۔۔اینڈ پریسہ؟؟ Am I right"اس نے سوالیہ ابرو اچکائی تھی۔وہ ریسیپشن پر پریسہ کا پوچھ چکی تھی۔جس نے آتے ہی وہاں اطلاع دے دی تھی،کہ فاطمہ اور ہان کو اس کے آنے کا بتادیا جائے۔وہ انہیں کے ہمراہ وہیں خالی رکھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔پریسہ اور اس کے درمیان تعارفی جملوں اور چند لمحوں کے لئے مزید موضوعات کا تبادلہ ہوا تھا۔پھر وہ اپنے مدعے پر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا کام یہی ہوگا کہ لائبریری کے تہہ خانے میں موجود archive room کو سنبھالنا ہوگا۔تقریباً آدھی کتب کے میں catalogs بنا کر مینیجر کو دے چکی ہوں،جب تک میں واپس نہیں آجاتی تب تک کے لئے یہ کام تمہیں کرنا ہوگا۔"

"میں سمجھ گئی۔۔"پریسہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آؤ میں تمہیں سمجھا دیتی ہوں تاکہ تمہیں کوئی پرابلم نہ ہو"فاطمہ اور ہان اٹھی تو وہ بھی اس کی تقلید میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے سوزین۔۔پھر ملتے ہیں میرے گھر پر آج"پریسہ سوزین سے مصافحہ کرتے ہوئی مسکرائی۔

سوزین نے گرمجوشی سے اس کا ہاتھ تھام کر دبایا۔اس کے گھر پر ملنے کا سوچ کر ہی اسے گدگدی ہوئی۔آج بہت مزا آنے والا تھا۔سوزین،علائیزہ اور پریسہ تینوں جب بھی ملتی تھیں۔اس دن وہ تینوں بہت انجوائے کرتے تھے۔اور میٹ اپ وہ تینوں عموماً Saturday night کو رکھتے تھے۔رات دیر تک جاگنے کے بعد پھر اگلے دن،دن چڑھے تک مدہوش سوئے رہتے تھے۔آج بھی ان کا کچھ یہی ارادہ تھا۔وہاں سے اٹھتے پریسہ کنعان کو اندازہ تک نہ ہوا،کہ اس کے اٹھنے پر سوزین کے عقب میں ان کی جانب پشت کئے اس شخص نے ہاتھ میں تھامی کتاب کو بند کیا تھا۔اور آہستگی سے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

یاسمین کنعان بازار سے آکر گھر میں داخل ہوئیں تو ان کی نظر سامنے نک سک سی تیار بیٹھی داریا پر پڑی۔اپنے پیچھے گھر کا داخلی دروازہ بند کر کے انہوں نے دوسرے ہاتھ میں سبزی کی ٹوکری کو اٹھایا ہوا تھا۔

"تم کہیں جا رہی ہو کیا؟؟؟" وہ اس کی تیاری پر چونکیں۔داریا آج کچھ زیادہ ہی خوش لگ رہی تھی۔جو ڈریسز اس نے کسی اہم موقع کے لئے رکھے ہوئے تھے،آج انہی میں سے ایک پہن رکھا تھا۔ابھی اس نے ہلکے جامنی رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک پہن رکھی تھی۔جس کا گلہ چوکور تھا۔آستین کندھوں پر پھولے ہوئے تھے،اور سفید ننھے ننھے ستاروں سے بھرے ہوئے تھے،ایسے کے ادھر ادھر گھومنے پر چمک سے جاتے تھے لیکن واضح دکھائی نہ دیتے تھے۔ گھٹنوں تک آتے فراک کے گھیر میں چنٹوں والے سٹیپس تھے۔سنہری بالوں میں فراک سا ہم رنگ ہیئر بو پیچھے لگایا ہوا تھا،اور باقی سارے بال پشت پر کھلے ہوئے تھے۔

"ہاں،۔۔ایمر کے ساتھ جا رہی ہوں باہر" خوشگوار مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیلی ہوئی تھی۔

"ایمر کے ساتھ۔۔؟؟" چہرے پر چھائی تشویش ایکدم خوشی میں بدلی۔دفعتا باہر گاڑی رکنے اور اس کا دروازہ کھلنے بند ہونے کی آواز آئی۔

"کیا ایمر نے خود دعوت دی ہے تمہیں" وہ حیرت بھری خوشی سے بولیں۔

داریا جو عجلت سے ہینڈ بیگ میں فون ڈال رہی تھی، تقریباً بھاگتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھی۔

"مما میں آکر بتادوں گی۔۔ابھی جلدی میں ہوں۔۔بائے" ہوائی بوسہ ان کی جانب اچھالتے وہ دروازے کے پیچھے غائب ہوگئی۔وہ گھر سے باہر نکلی تو اسے ایمر اور ایلف سامنے کھڑے باتیں کرتے دکھائی دئے۔اس نے آج ایمر کو پہلی بار اتنا سوبر سا تیار دیکھا تھا۔اس کے پرفیوم کی خوشبو وہ چند قدم کے فاصلے سے بھی محسوس کرسکتی تھی۔دل بے اختیار سا ہوا، پھر ایمر کا پریسہ کو میسیج کرنا یاد آیا تو چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزرا۔وہ قدم قدم ان کی جانب آئی۔

وہ ایلف حانم کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔

"کس کام سے چلی گئی میں نے اسے ٹیکسٹ کیا تھا، اس نے اوکے کارپلائے بھی دیا تھا"

www.novelsclubb.com

ایمر کے ماتھے پر بل سے نمودار ہوئے تھے۔دار یا کھنکاری توان دونوں نے اس کی جانب نظریں گھمائیں۔ایلف کی آنکھوں میں ستائش سی ابھری۔اسے لگا اس نے کسی شہزادی کو دیکھ لیا ہو۔ البتہ یہ بات الگ تھی کہ وہ دار یا کو کچھ خاص پسند نہیں کرتی تھی۔ایمر کے ماتھے کے بل اسے دیکھ کر کچھ ہلکے ہو چکے تھے۔

"پریسہ کو لائبریری میں کوئی کام تھا،اس نے مجھے آپ کے میسیج کے بارے میں بتایا تھا اور یہی کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلی جاؤں،میں نے بہت منع کیا لیکن۔۔"اس نے شرمندہ نظر آنے کی زبردست ایکٹنگ کی۔

"لیکن اسے مجھے بتانا چاہئے تھا،ایسے کیسے وہ پلان کینسل کر سکتی ہے۔۔"ایمر مایوس سا ہوا۔

"اگر آپ مجھے نہیں لے جانا چاہتے تو کوئی بات نہیں میں"

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے،"وہ جلدی سے بولا۔تم بھی دیکھ لو گی میرا اسٹوڈیو تو زیادہ اچھا رہے گا۔۔"بات بدل کر اس نے جبراً مسکراہٹ لئے ہوئے کہا،البتہ دل ہی دل میں اٹھنے والے غصے کو اس نے دبا دیا تھا۔اسے پسند نہیں تھا کہ اسے کوئی نہ کرتا،خصوصاً پریسہ۔(کیا اسے اب تک

www.novelsclubb.com

اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ اسے پسند کرتا ہے)ذہن مختلف سوچوں میں گم تھا،وہ داریا کے ہمراہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا، مسکرا کے اس نے داریا کو دیکھا۔وہ واقعی خوبصورت لگ رہی تھی ،اگر وہ پریسہ میں دلچسپی نہیں لیتا تو اس کی پسند داریا ہی ہوتی۔

"تم خوبصورت لگ رہی ہو بہت"۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ایمر نے اس کے بیٹھ جانے کے بعد کہا تھا۔اس کا چہرہ خوشی اور شرم کے مارے سرخ ہوا۔اس نے پریسہ کو لائبریری بھیج دینے والے کارنامے پر خود کو داد دی تھی۔گاڑی حرکت میں آئی تھی،داریا نے ہاتھ سے اپنی ہیئر بو ٹھیک کی۔آج وہ بہت خوش تھی،اتنی جتنی وہ پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔وہ پہلی بار ایمر کے ساتھ کہیں جا رہی تھی۔آج کا دن اس کا تھا،اس نے آج پریسہ کو اپنے اور ایمر کے بیچ میں آنے سے روک دیا تھا۔اور وہ آئندہ بھی اپنی محبت میں اس کی مداخلت روکنے کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھی ۔پریسہ اس کی نظروں میں کسی مکار جادوگرنی کی طرح تھی بالکل سنو وائٹ میں موجود جادوگرنی کی طرح،جسے توجہ کے لئے ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرنا ہوتا تھا،جس سے اس کی خوبصورتی برداشت نہیں ہوتی تھی،بچپن سے ہی پریسہ کو وہی چیز پسند آتی تھی جو اس کی ہوتی تھی،چاہے وہ کپڑے ہوں،جوتے ہوں یا کھلونے،اور اب اس کی نظر اس کی محبت پر تھی۔ضرور اس نے ہی

ایمر کو اپنی جانب مائل کیا ہو گا، ورنہ کوئی شہزادہ سنو وائٹ کے بجائے جادو گرنی کو کیوں چنتا۔ اس نے سوچتے ہوئے پہلو میں بیٹھے اپنے شہزادے کو محبت سے دیکھا تھا۔ پریسہ کے خیال پر اس کے لبوں پر نخوت زدہ سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔ سنو وائٹ کی جو کہانی بچپن میں دادا انہیں سناتے تھے، اس میں جادو گرنی اس کی ماں یعنی ملکہ تھی، لیکن یہاں اس کی زندگی میں جادو گرنی اس کی سوتیلی بہن تھی۔ اور اسے مات دینے کے لئے وہ اسی طرح جھوٹ کا سہارا لینے والی تھی، جیسے کہانی میں سنو وائٹ نے بونوں کا لیا تھا۔

♦♦♦

شہر موسٹر کا دریائے ایمریلڈ پورے شہر میں تالابوں، نہروں کی صورت پھیلا ہوا تھا، یہاں اس حصے کو ایمریلڈ لیک ویئو کہا جاتا تھا۔ شیشے کی طرح چمکتا دریا کا نیلا پانی ستاروں کی مانند چمک رہا تھا۔ دریا کا کنارا ہر ابھرا تھا، وہاں چند ریزارٹس اور فارم ہاؤس بنے ہوئے تھے۔ انہیں میں سے ایک فارم ہاؤس کے قریب ایمر کی سفید گاڑی آکر رکی تھی۔ داریا نے گاڑی کے اندر ہی سے اطراف کو جائزہ لیتی نظروں سے دیکھا۔ اور پھر اس کے چہرے پر ایک پر سکون مسکراہٹ دوڑی (ڈیٹ کے لئے کافی اچھی جگہ ہے ویسے) خیالات میں گم اس نے گاڑی سے ایمر کو نکلتے دیکھا تو خود بھی

دروازہ کھول کے باہر نکل آئی۔"امیز نگ۔۔۔۔جسٹ امیز نگ۔۔۔۔"اس کی نظروں میں ستائش تھی۔وہ ایمر کے مقابل آئی۔"بہت خوبصورت جگہ ہے"اب کہ اس نے ٹھنڈی ہوا سے بکھرتے بالوں کو سمیٹا۔

"بالکل۔۔۔تمہیں کیا لگتا ہے۔۔آرٹ اسٹوڈیو کے لئے یہ جگہ کیسی رہے گی"ایمر نے قدم آگے بڑھائے۔

"اچھی ہے۔۔۔بہت اچھی۔۔۔"تو یعنی ہم تمہارے اسٹوڈیو کو دیکھ رہے ہیں آج"دار یا خوش دلی سے مسکرائی تھی۔ٹھنڈی نم ہوا اسے پانی کی نرم پھوار کی طرح محسوس ہو رہی تھی،اس نے تازہ ہوا کو سانس لے کے اندر اتارتے ہوئے آنکھیں موندیں،اور پھر ایک گہری سانس باہر نکالتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

www.novelsclubb.com

ایمر نے اس کی بات پر اثبات میں سر ہلایا تھا۔شائد پریسہ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتی یہاں،بلکہ اسے یہ جگہ لکھنے کے لئے مزید fascinate کرتی۔اس کا پریسہ کو سٹوڈیو دکھانا مقصد نہیں تھا۔اصل مقصد تھا اسے اپنے احساسات سے آگاہ کرنا۔لیکن اس کے لائبریری چلے جانے پر

سارا اس کا پلین چوپٹ ہو چکا تھا۔اب چارونچار اسے داریا کو اسٹوڈیو دکھانا تھا۔جسے وہ ہر کسی کو نہیں دکھانا چاہتا تھا۔حتی کے مرات بیسیل کو بھی اس سٹوڈیو کی کوئی بھنک تک نہیں تھی۔یہ وہ جگہ تھی جسے اس نے سب سے خفیہ رکھا تھا،ایسی جگہ جہاں اس کی اپنی دنیا آباد تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں فارم ہاؤس سے منسلک سٹوڈیو کے وسط میں کھڑے تھے۔یہاں کوئی کمرہ نہیں تھا۔یہ ایک ہال نما عمارت تھی جو خوبصورتی سے رینوویٹ کی گئی تھی۔جس میں ایمریلڈ لیک کورخ کرتی دو بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں۔اندر سفید ماربل سے بنائے گئے کوئی پندرہ بیس جانوروں کے مجسمے تھے،جنہیں ایسے رکھا گیا تھا جیسے آرٹ ایگزیبیشن میں آرٹ کے پیسیز کو رکھا جاتا ہے۔داریا منہ کھولے ان مجسموں کو تک رہی تھی جنہیں marble sculptures کہا جاتا تھا۔یہ وہی مجسمے تھے جو اس نے ٹی وی سیریز میں بڑی بڑی عمارتوں، باغات وغیرہ میں دیکھے تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ تم نے خریدی ہیں۔۔۔۔؟؟ایمر" داریا نے حیران ہو کر ایمر کو دیکھا تھا۔وہ کتنی متاثر ہو چکی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا، یہ تو بہت قیمتی ہونگے۔اس نے خیال ہی خیال میں ان کی مالیت کا اندازہ لگانا چاہا۔

"یہ میں نے خریدے نہیں ہیں، خود بنائے ہیں، جلد ہی آرٹ سٹوڈیو میں ایگزیبیشن کے لئے بھجواؤں گا۔یہ میرا سیکریٹ ٹیلینٹ ہے، داریا۔جو کہ تم پہلی بار دیکھ رہی۔"ایمر نے سنجیدگی سے کہتے گردن پر ہاتھ پھیرا تھا۔اسے یہ پریسہ کو پہلے دکھانا تھا۔بار بار یہ خیال اسے غصہ دلا رہا تھا۔پھر پہلو بدل کر وہ دماغ کو تنگ کرتے سوال کو لبوں پر لے ہی آیا۔

"داریا۔۔۔میں کچھ عجیب سا سوال پوچھ رہا ہوں۔۔اگر تمہیں برا نہ لگے تو۔۔"

www.novelsclubb.com

داریا ایک دم اس کے سنجیدہ ہو جانے پر پلٹی، اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔لیکن اس کے سنہری فریم کے چشموں پر پڑتا روشنی کا عکس اس کی یہ کوشش ناکام کر گیا۔اس کا دل دھڑک سا گیا۔کیا پوچھنے والا تھا وہ۔

"پوچھو، میں برا نہیں مانوں گی،"اس نے نرم مسکراہٹ لبوں پر پھیلائی۔

کیا کبھی پریسہ نے تمہارے سامنے میری کوئی بات کی ہے۔۔یعنی تمہیں کیا لگتا ہے۔۔کیا وہ مجھ میں انٹرسٹڈ ہے۔"

داریا کو لگا جیسے اس کے سر پر کوئی بم پھٹا ہو۔اسے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔دل پر کوئی گھونسا سا پڑا تھا۔پھر اس نے خود کمپوز کرنے کی کوشش کی۔کیونکہ ابھی ابھی اس نے خود ہی تو کہا تھا کہ وہ برا نہیں مانے گی۔لیکن سنو وائٹ کتنا برا مان گئی تھی اس کا اندازہ ایمر کو نہ ہو سکا۔ایمر اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر رک سا گیا۔

"کیا ہوا۔۔۔۔؟؟"

"کچھ نہیں بس وہ۔۔۔"اس نے ایک گہری سانس لی۔اور کان پر پڑے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"وہ تم میں انٹرسٹڈ نہیں ہے ایمر۔۔"۔

"کیا مطلب۔۔،کیا اس نے بتایا ہے تمہیں"

"نہیں۔۔۔"داریا نے افسردہ سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے رکھی اور نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"پھر۔۔۔؟؟ تمہیں کیسے پتا کہ۔۔۔۔وہ دو قدم آگے آیا۔

"کیوں کہ وہ کسی اور میں انٹرسٹڈ ہے۔" داریا نے ڈھٹائی سے اس کی جانب چہرہ اٹھائے ایک اور جھوٹ بولا تھا۔ سنو وائٹ نے جادوگرنی سے بچنے کے لئے پھر جھوٹ نامی بونے کا سہارہ لیا تھا۔

"کس میں۔۔۔" ایمر مرات اس کی بات پر شاکڈ ہوا تھا۔غصے کی ایک شدید لہر اس کے جسم میں سرایت کر گئی تھی۔اس کے ماتھے پر آئیں واضح شکنیں داریا سے چھپ نہ سکیں۔

"مجھے زیادہ نہیں معلوم۔۔۔بس اتنا پتا ہے، میں اس شخص کو نہیں جانتی۔۔"

"میرے خیال میں مجھے اس سے پہلی دفعہ ہی بات کرنی چاہئے تھی" ایمر وہیں رکھی دو تین کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا تھا۔اسے لگا ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔پریسہ کو کھونے کا مطلب تھا سب کچھ کھو دینا۔اسے مرات بیسیل کی دھمکی یاد آئی تھی۔اس نے سر ہاتھوں میں تھام لیا۔

"آر یو آل رائیٹ۔۔" داریا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔وہ بمشکل اپنے غصے کو دبائے ہوئے تھی، دل چاہ رہا تھا اس جادوگرنی کا چہرہ نوچ ڈالے، اس نے وہی کیا تھا جس کا اسے ڈر

تھا۔پھر سے اس کی پسندیدہ چیز پر نظر تھی اس کی۔کچھ دیر پہلے کی جو خوشی ان دونوں کے درمیان تھی وہ کسی خیال کی مانند غائب ہو گئی تھی۔

"تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔"وہ اب کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا،اس کا ذہن یہ بات ہضم نہیں کر پا رہا تھا۔

وہ اسے اٹھتے دیکھ کر مزید کچھ نہ بول سکی،اس کا جھوٹ پکڑا بھی جا سکتا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ جھٹ سے بول پڑی۔

"سوری ایمر اگر میری بات نے تمہیں ہرٹ کیا،میرے خیال میں ہمیں چلنا چاہئے"وہ اس کا چہرہ پڑھ چکی تھی۔اپنا آپ اسے وہاں اس کے سامنے زبردستی کا مہمان لگا۔اس سے پہلے کہ وہ خود چلنے کا کہتا داریا کا خود بول دینا اسے مزید کسی سبکی سے بچا سکتا تھا۔اس کے جسم میں جیسے شرارے پھوٹ رہے تھے۔ایمر کچھ کہے بغیر اس کے ہمراہ باہر آ گیا تھا۔ان دونوں کے درمیان ایک دم عجیب سا سناٹا چھا گیا تھا۔داریا نے گاڑی میں بیٹھتے ہی،آنکھوں میں ابھرتی نمی کو پیچھے

www.novelsclubb.com

دھکیلا تھا۔اس کا دل چاہ رہا تھا سامنے آتی ہر چیز کو تباہ کر ڈالے۔اور قسمت تباہی کے لئے اسے ایک بہت اچھا موقع فراہم کرنے والی تھی۔

♦♦♦

شام کا وقت ہوا چاہتا تھا۔موسٹر شہر کی پبلک لائبریری، میں لوگ آجا رہے تھے۔فاطمہ اور ہان نے اسے ساری اہم معلومات اور آرکائیو روم سے آگاہ کر دیا تھا۔وہ بیسمنٹ سے اوپر گراؤنڈ فلور تک آتی لفٹ سے نکلی۔چلتے چلتے اس نے ہاتھ پر تہہ شدہ اپنا کوٹ دوسرے ہاتھ سے اٹھایا۔ہینڈ بیگ اس نے اب کندھے پر لٹکایا ہوا تھا۔کوٹ پہنتے پہنتے اس کی نظر ایک دم اسٹیشنری کے کارنر پر پڑی،اس کے قدم خود بخود رک گئی۔کوٹ میں پھنسی پونی کو اس نے ہاتھ کی پشت سے باہر نکالا۔اور ہاتھ میں تھاما ہینڈ بیگ جو اس نے کوٹ پہننے کے لئے اتارا تھا دوبارہ پہن لیا۔اس کے قدم اب اسٹیشنری کارنر کی جانب اٹھ رہے تھے۔اس نے قریب پہنچ کر اسٹیشنری کارنر کی شیلف سے ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی نوٹ بک اٹھائی تھی۔اور دوسرے شیلف سے ایک خوبصورت سا پین اٹھایا۔پین کھول کر اس نے اس کی نوک کو دیکھا۔"پتلی تھی" وہ نرمی سے مسکرائی اور سر کو خم دیا، جیسے اسے یہی چاہئے تھا۔کاؤنٹر پر پیسے دینے کے بعد اس نے اپنے لئے

ایک ''کیپا چینو'' کافی لی تھی، اور ایک خالی ٹیبل کی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔اس نے کافی کا کپ دائیں ہاتھ سے اور نوٹ بک پین کے ساتھ ہی بائیں ہاتھ سے ٹیبل پر رکھی۔چہرے کے دونوں اطراف سے باریک شہد رنگ لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا، جیسے وہ ان لٹوں کی مداخلت بھی برداشت نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس نے پین کا ڈھکن کھولا اور نوٹ بک پر جھک کر ابھی ایک حرف لکھ بھی نہ پائی تھی کہ ٹیبل پر کسی نے زور سے کچھ رکھا تھا۔اور وہ اچانک پڑتی اس افتاد پر اچھل پڑی تھی۔اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھایا تو اس کی نگاہیں دار یا کے چہرے سے ٹکرائیں، جس کے چہرے پر چھائے تاثرات نے اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں سی بجائیں۔

''تم یہاں۔۔۔پریسہ چونکی۔۔''کسی کام سے آئی ہو؟؟''پھر کچھ نہ سمجھی سے سوال کیا۔اسے اس کی یہاں اچانک آمد کچھ مشکوک لگی۔کیونکہ اس نے گھر پر ہی اسے بتایا تھا کہ وہ کہیں جا رہی ہے۔دار یا تنا ہوا جبڑا لئے ہوئے اس کے مقابل بیٹھ چکی تھی۔چہرہ نخوت زدہ تھا۔ماتھا پر شکن تھا۔''تمہیں پتہ ہے پریسہ، کبھی کبھی میں تمہاری manipulating skills سے کافی امپریس ہو جاتی ہوں۔لیکن ساتھ ساتھ مجھے تم پر ترس بھی بہت آتا ہے اور پھر یہ ترس نفرت

www.novelsclubb.com

میں بدل جاتا ہے کیونکہ تم۔۔تم ہمیشہ میری چیزیں چھیننے کے لئے یہی سکلز استعمال کرتی ہو اور کامیاب ہو جاتی ہو۔"

"داریا۔۔"وہ اس کے لہجے اور الفاظ پر ایک دم بوکھلائی۔

"تم ایمر سے دور رہو۔۔۔ورنہ میں تمہارا جو حشر کروں گی، شائد وہ تم برداشت نہ کر سکو،"

"ایک منٹ۔۔۔ایمر؟؟اس نے پریشان سوالیہ ابرو اچکائے۔"کیا مطلب ہے تمہارا"کچھ الجھ کر داریا کے لال بھبوکے چہرے کو دیکھا۔

"ایسا کیا جادو کیا ہے تم نے جو وہ تم میں انٹرسٹ لے رہا ہے؟؟"

"داریا۔۔انف پلیز۔۔تم لمٹس کراس کر رہی ہو اب، میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم اس میں انٹرسٹڈ ہو، میرے اس کے لئے ایسے کوئی احساسات نہیں ہیں، اگر وہ میرے لئے کچھ محسوس کرتا ہے تو یہ میرا پرابلم نہیں ہے، کیونکہ میں اس میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں"

"ہونہہ۔۔۔ جیسے مجھے تو کچھ پتا نہیں ہے نا۔۔۔ تم بچپن سے ہی ایسی ہو، میری ہر چیز کو ہتھیانے والی اور بعد میں ایساری ایکشن دے کر خود کو معصوم ظاہر کرتی ہو،" اس نے شہادت کی انگلی سے اس کے چہرے کی طرف اشارہ دیا۔

"میرے خیال میں تمہیں کسی تھیراپسٹ یا سائکاٹرسٹ کے پاس جانا چاہیئے۔"

"کس لئے۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اگر ضرورت ہے ان چیزوں کی کسی کو تو وہ تم ہو، جا کر اپنا علاج کرواؤ" پریسہ نے برداشت نہ کرتے ہوئے دوبدو جواب دیا تھا۔ داریا کو اس کی بات سے جیسے آگ لگ گئی ہو۔

"پریسہ کنعان۔۔ اپنی محرومیوں اور خواہشات کو دوسروں کی چیزیں چھین کر پورا نہیں کرتے، یہ traumatic behavior ہے۔ سمجھ رہی ہو نہ تم۔۔۔ دیکھو تو اپنی لائف کو، کچھ بھی نہیں ہے تمہارے پاس کیونکہ۔۔۔ تمہاری نظر ہمیشہ میری چیزوں پر رہی ہے، تم نے ہمیشہ مجھ سے سب کچھ چھیننے کی کوشش کی ہے۔ تم سے یہ بھی برداشت نہیں ہوتا تھا کہ ڈیڈ میرے پاس آئیں۔ یا دادا مجھے پیار کریں کیونکہ تمہیں ساری اٹینشن خود چاہیئے ہوتی تھی۔" وہ سرخ چہرہ لئے

www.novelsclubb.com

پھنکار رہی تھی۔اور پریسہ کنعان وہ ساکت سی اس کی نفرت کو اپنے سامنے اڈتا ہوا دیکھ رہی تھی ۔کیا وہ واقعی ایسی تھی۔کیا وہ اتنی نفرت کے قابل تھی۔اس کے دل میں تکلیف ہو رہی تھی ایسے جیسے خنجر گھونپنے پر ہوتی ہے۔

"اپنے دماغ کا علاج کرواؤ اور آئندہ ایمر کے قریب بھی تم مجھے دکھائی دی تو مس پریسہ۔تم جانتی نہیں ہو میں کس حد تک جا سکتی ہوں"اس نے آخری جملہ کہہ کر ٹیبل سے اپنا بیگ اٹھایا تھا۔اور تیز تیز قدم اٹھاتی، کمپیوٹر لیب کی جانب بڑھ گئی۔اس نے بمشکل آنکھوں سے امڈ آنے کو تیار آنسوؤں کو روکے رکھا۔حلق میں پھندا سا لگا ہو جیسے۔اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن اسے سانس نہیں آ رہی تھی۔پینک اٹیک آ کے پھر ہمیشہ asthma کو دعوت دیتا تھا۔اس کی سانس ایسے اٹک جاتی تھی گویا وہ موت کے قریب ہو۔یہ مسئلہ اس کے ساتھ بچپن سے تھا۔ کوئی چیز جو اسے شدید پریشانی یاد دلا دیتی تھی،اس کے پینک اٹیک اور پھر ایستھما کا سبب بن جاتی ۔ابھی بھی اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ شروع ہوئی،اس نے کرسی کی پشت سے لٹکتے اپنے بیگ کو اٹھایا۔پھر انہیں کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے بیگ کی زپ کھولی، وہ اپنا ان ہیلر نکال رہی تھی، ہاتھوں کی لرزش کے باعث بیگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا تھا۔اور اس میں موجود چیزیں

بکھر کر مرمریں سفید فرش پر دور تک جا پھیلیں۔اس نے تیز تیز سانس لینے کی کوشش کی ۔ہونٹ نیلے ہو چکے تھے،فرش پر گرنے کے انداز سے پنجوں کے بل بیٹھ کر اس نے کچھ ہی دور پڑے ان ہیلر کو اٹھانا چاہا تھا۔اسی وقت کوئی تیزی سے آگے بڑھا تھا۔اور پھر زمین سے انہیلر اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھمایا،اس نے ان ہیلر منہ سے لگایا اور ایک گہری سانس اندر کھینچی۔وہ زور سے کھانسی،اور پھر اس کی سانس تھوڑی بحال ہوئی۔اس نے گردوپیش کو ڈبڈباتی آنکھوں سے دیکھا۔کوئی مردانہ پرفیوم اس کے نتھنوں سے ٹکرائی اور اسی دوران،کوئی اس کے مقابل خالی کرسی کھینچتا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔اس نے چہرہ اٹھایا،اور پھر اٹھ کر آہستگی سے کرسی پر بیٹھی،اور جس شخص پر نظر پڑی اس نے اسے چونکا دیا۔اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔وہ سفید شرٹ پر سیاہ رنگ کا پفر کوٹ پہنے ہوئے تھا۔بال گیلے گیلے سے ماتھے پر بکھرے تھے۔اور کندھے پر پفر کوٹ کی ڈوری گری ہوئی تھی۔

"آپ۔۔۔"۔۔اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

"امید ہے تم ٹھیک ہو گی۔۔۔۔۔۔"اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔وہ اب نارمل نظر آرہی تھی ۔البتہ آنکھوں کے پپوٹے گلابی سے تھے، باقی چہرے کا رنگ بالکل زرد سا تھا۔چہرہ سپاٹ تھا۔

وہ کچھ سمجھی نہیں تو سوالیہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کا یوں اچانک سامنے آنا،اسے اس چیز کی توقع نہیں تھی۔اور پھر یوں اسے ایسی حالت میں دیکھنا۔اسے سبکی سی ہوئی۔وہ یوں کسی کے سامنے کمزور دکھنا نہیں چاہتی تھی۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا۔۔کہ میں یہاں پر ہوں۔۔۔!!"

"کیا تم نوریز احمد کو جانتی ہو۔۔۔شائد تمہارے دادا کے فرینڈز میں سے ہیں۔۔۔کیا اس نام کے کسی شخص سے ملی ہو کبھی"اس نے اس کی بات کو خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔

www.novelsclubb.com

وہی دنیا کو جوتی کی نوک پر رکھنے والا اٹل لہجہ،اسے لگا وہ اس پوچھ نہیں رہا بلکہ توقع کر رہا ہو کہ وہ کہیں بھی پہنچ کر اس سے کچھ بھی پوچھ سکتا ہے۔اسے بنا اطلاع کے حاضر ہونے والے لوگ سخت ناپسند تھے۔اس کی نظریں ہنوز نوٹ بک پر تھیں۔پریسہ نے اس کی بات پر کوئی رد عمل

نہیں دیا۔البتہ ٹیبل پر رکھے پین کو ہاتھ میں تھامے اس نے نوٹ بک کو کھولا۔پھر چہرہ اسکی جانب اٹھایا۔

"کیا یہ آپ کی عادت ہے۔۔۔"اس کی آنکھوں نے سلطان مغربی کو ملامت کرنا چاہا۔

"کیا۔۔۔"وہ اس غیر متوقع سوال کو سمجھ نہ سکا۔ابرو اٹھا کے الٹا اس سے سوال کیا۔

"یہی کہیں بھی جا کر کسی کو ڈسٹرب کرنا"۔۔اس نے "کہیں بھی" کہتے ہوئے ہاتھ کو ہوا میں ادھر ادھر کیا۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں ضرورت تھی ڈسٹرب ہونے کی"اس کا اشارہ ٹیبل پر رکھے ان ہیلر کی جانب تھا۔"اور پھر،خالی صفحات کو گھورنا کبھی کبھی exhausting ہوتا ہے؟"اب اس کی آنکھیں اس خالی نوٹ بک پر تھیں۔

"مجھے نہیں یاد کہ میں نے آپ کو خود کو ڈسٹرب کرنے کی دعوت دی ہو"پریسہ نے نوٹ بک تلملا کر سختی سے بند کرتے ہوئے داؤد سلطان کو گھورا تھا۔اسے نہیں پتہ تھا کہ اسے اس کے بارے میں کیا برا لگ رہا تھا،شائد اس کا تم کہنا۔یا پھر یوں مداخلت کرنا،یا شائد اس رات اس کا

اپنے امپلائے کے ساتھ رویہ جس نے اس کے ذہن میں اس شخص کی ایک مغرور اور سخت مزاج امیج بنادی تھی۔ لیکن اس کے بارے میں اس طرح سوچنا غلط بھی نہ تھا۔اس کا لہجہ اس کے ہر خیال کو سچ ثابت کر رہا تھا۔

داؤد سلطان نے کندھے بے نیازی سے اچکائے تھے۔ ”میرا نہیں خیال کے مجھے کسی دعوت کی ضرورت تھی، بہر حال میرا سوال نوریز احمد کے بارے میں تھا۔۔“

اس کی بے نیازی پر پریسہ کا دماغ گھوما تھا، لیکن اس نے خود کو نارمل کمپوز کیا تھا۔یہ اس کی زندگی میں شائد پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے اپنا غصہ دبایا تھا،اس کا ایک سبب یہ بھی تھا، کہ اسے اس کی مدد چاہیئے تھی۔

www.novelsclubb.com

”جی میں جانتی ہوں انہیں، میرے دادا کے بہت قریبی دوست تھے احمد انکل،“اس نے جلدی سے پہلو بدل کر بنا اسے دیکھے جان چھڑانی چاہی،

”تھے۔۔مطلب۔۔؟؟ابھی کہاں ہیں وہ۔۔“

"جا چکے ہیں محلے سے بنا کسی کو خبر کئے اس لئے کوئی نہیں جانتا، نہ ہی مالک مکان" پریسہ نے اب اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا کے کہا۔"، انہوں بس جانے کی اطلاع کا خط چھوڑا تھا اور اپنا کرایہ۔۔اس کے علاوہ کچھ نہیں"

اس کی بات سن کر داؤد سلطان کرسی کی پشت چھوڑتا سیدھا ہوا تھا۔"کیا تمہیں یاد ہے آخری دفعہ کب دیکھا تھا انہیں تم نے"

اسے اس کا تم کہنا ہتھوڑے کی مانند لگ رہا تھا۔وہ ریزروڈ تھی۔کسی کا اتنی جلدی فرینک ہونا پسند نہیں کرتی تھی۔دوستوں کا سرکل بھی کم رکھتی تھی اور اس کے علاوہ بھی وہ کم ہی کسی سے ہائے ہیلو کرتی تھی۔اس نے دانت پیستے ہوئے ماتھے پر ہاتھ پھیرا تھا۔کچھ بھی سخت بولنے ہی لگی تھی جب اسے ایک بار پھر یاد آیا کہ اسے تو اسی کی مدد چاہیئے تھے، دادا اور اپنے بارے میں سب کچھ جاننے کی، اگر وہ منع کر دیتا تو۔ایکدم تلملاہٹ اور غصہ جھاگ کی طرح بیٹھتا چلا گیا۔داؤد سلطان نے اس کے بدلتے تاثرات کو محسوس کیا تھا، وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایک منٹ مجھے ذرا سوچنے دیں۔۔۔"اس نے کنپٹی کھجاتے ہوئے آنکھیں سوچنے کے انداز میں چھوٹی کی تھیں۔جب ذہن میں کچھ واضح ہوا تو بول پڑی۔

"دادا کی طبیعت جس دن تھوڑی خراب تھی اس دن آئے تھے، پھر وہ ان سے ملنے چلے گئے تھے کاٹیج میں،اس کے بعد میں نے انہیں یونہی محلے میں کہیں آتے جاتے دیکھا تھا۔لیکن۔۔۔۔"

وہ ایک دم رکی تھی، جیسے ذہن میں ابھرنے والی کوئی پہیلی سلجھا رہی ہو۔

داؤد اس کے چہرے کے تیزی سے بدلتے تاثرات کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ اسی دن محلہ چھوڑ کے گئے تھے جس دن تمہارے دادا کا قتل ہوا تھا۔ایسا کیوں۔۔؟؟"یہی سوچ رہی ہو تم۔

www.novelsclubb.com

وہ ایکدم چونکی۔وہ یہی سوچ رہی تھی۔"یہ ساری معلومات آپ کے لئے کیوں معنی رکھتی ہیں، ٹھیک ہے ہمارے ساتھ کچھ ناقابل یقین اتفاق ہوئے ہیں۔۔۔لیکن آپ میرے دادا کے قتل کو یا پھر احمد انکل کے غائب ہونے کو اتنا سیریئس کیوں لے رہے ہیں"

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔یہ شخص پراسرار سا تھا۔اس کی شخصیت کا ہالہ سامنے والے کو ٹر گر کرتا تھا۔۔اس کی بھنوئیں سوالیہ انداز میں تنی ہوئی تھیں۔

"شمس الدین اور نوریز احمد کے ساتھ میرا کوئی گہرا تعلق ہے، میں اسی کو solve کرنے کی کوشش کر رہا ہوں"

"کیسا تعلق۔۔۔"وہ حیران ہوئی تھی۔پل بھر پہلے کا رویہ کہیں زائل ہو چکا تھا۔انداز میں تجسس اور الجھن تھی۔

"They were my guardians"(وہ میرے سرپرست تھے)اس نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا تھا۔وہ لمحے بھر کو ان گرے آنکھوں کی گہرائی میں کھوئی تھی۔اور اگلے ہی لمحے اس نے خود کو تیزی سے اس پل بھر کے اثر سے باہر نکالا تھا۔

"لیکن انہوں نے کبھی ذکر نہیں کیا آپ کا،"

"شائد چھپانے کی اپنی کوئی وجوہات ہوں۔۔۔"داؤد سلطان نے کندھے اچکا کر ادھر ادھر ایک سرسری نگاہ ڈالی تھی۔

"اوہ میری کافی۔۔۔" ٹھنڈی ہوتی کافی پر نگاہ پڑتے ہی اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔داؤد سلطان کی نظریں اس کے چہرے پر آکے رکیں تھیں۔ابھی کچھ دیر پہلے اس کی جو حالت تھی اس نے اسے حیران کر دیا تھا۔اور اس سے پہلے کی اس غصیلی لڑکی کے ساتھ باتیں بھی وہ سن چکا تھا۔وہ جیسے خود کو ظاہر کر رہی تھی،وہ ویسی نہیں تھی۔وہ اب کافی کا سپ لے رہی تھی۔پھر اس نے بدمزا سا منہ بنایا تھا۔

"دوسری لے لو۔۔۔میرا نہیں خیال اتنی مہنگی ہے" وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"یعنی اس کپ کو ضائع کر دوں؟؟نہیں ایسا نہیں کر سکتی میں۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"اگر میرے دادا آپ کے گارڈین ہیں تو آپ ایک طرح سے میرے رشتے دار نکلے" اس نے کپ ایک ہی سانس میں خالی کرتے ہوئے بنا کسی تاثر کے کہا تھا۔داؤد سلطان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔کافی کی کریم اس کے اوپری ہونٹ پر مونچھ سی بنا گئی تھی۔

"لیکن مجھے زبردستی کے رشتے دار پسند نہیں ہیں۔۔میں اپنے دادا کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی"

www.novelsclubb.com

"اب کیا فرق پڑتا ہے اب تو وہ نہیں رہے، اور آپ کا رشتہ دار بننے میں مجھے بالکل بھی دلچسپی نہیں ۔۔" وہ اٹھنے لگا تھا۔

"کس نے کہا کہ وہ نہیں رہے۔۔" اس نے یک لخت سختی سے کہا تھا۔

"میرے خیال میں سب جانتے ہیں کہ آپ کے کاٹیج میں کس طرح کا حادثہ پیش آیا تھا۔"

"کیا کسی نے لاش دیکھی۔۔؟؟" وہ سنجیدگی سے استفسار کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لاش کا نہ ملنا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ زندہ ہیں۔۔۔"

"لیکن ایک اور چیز ہے جو ثابت کرتی ہے، کہ وہ زندہ ہیں" وہ سختی سے بولی، گویا اسے اس کا یہ کہنا بہت برا لگا ہو کہ اس کے دادا نہیں رہے۔

"مثلا۔۔؟؟" وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے اب۔ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے۔دفعتا پریسہ کو لگا کہ وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی، اس نے ایک دم اس کی آنکھوں سے نظریں ہٹائیں، ہونٹ کا کنارہ کھجاتے ہوئے خاموشی سے ٹیبل سے اپنی نوٹ بک اور پین اٹھایا۔

"مثلا۔۔؟؟کیا چیز ثابت کرتی ہے کہ وہ زندہ ہیں" داؤد سلطان نے اس کے یوں اچانک چیزیں سمیٹنے پر دوبارہ اپنا سوال دھرایا۔

"میرا نہیں خیال مجھے آپ کو ہر چیز بتانی چاہئے۔۔" اس نے اس کی جانب دیکھا۔

"میں چلتی ہوں۔۔۔" اس نے بیگ کندھے پر پہنتے ہوئے کہا تھا۔اور کرسی کی پشت سے کوٹ اور مفلر اٹھا کے مڑ گئی تھی۔وہ اسی پل اس کے سامنے آیا تھا۔

"لیکن میں جاننا چاہتا ہوں۔۔۔"

"میں بتانا نہیں چاہتی۔۔۔"

"بتانے سے کوئی نقصان ہو گا تمہیں"

نہیں۔۔۔لیکن نہ بتانے سے بھی نہیں ہو گا،اور براہ مہربانی مجھے تم کہہ کر مخاطب نہ کریں،مجھے کسی کا اتنی جلدی بے تکلف ہونا پسند نہیں۔۔۔"

"تو کب پسند ہے تمہیں۔۔۔؟؟" اس نے تمہیں پر زور دیا۔وہ اس کی ڈھٹائی پر ٹھٹکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ میرا راستہ چھوڑ دیں۔۔۔ براہ مہربانی۔۔۔!!"اس نے لہجے کو بھرپور کوشش کرتے ہوئے سخت کرنے کی کوشش کی۔

"ہٹ جاؤنگا۔۔اگر بتاؤ گی تو۔۔"اس نے جیسے اسے چیلنج کیا تھا۔"

"مسٹر سلطان۔۔آپ جانتے ہیں،آپ مجھے اتنے برے کیوں لگتے ہیں۔۔"

"کیوں۔۔۔"اس نے بھنوئیں پھیلائیں،۔

"کیوں کہ آپ کو لگتا ہے کہ آپ دوسروں سے کچھ بھی اگلوایا کروا سکتے ہیں،مجھے ایسے لوگ نہیں پسند جو دوسروں کی باتوں کا کوئی اثر نہیں لیتے اور صرف اپنی باتوں کو اہمیت دیتے ہیں۔"

"انٹرسٹنگ۔۔!!۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا تم مجھے اتنا جان چکی ہو"ایک استہزائیہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیلی تھی۔"ویسے مدد تو تمہیں بھی میری چاہیئے۔۔کیا نہیں؟؟"اس نے سوالیہ نظروں اور طنزیہ مسکراہٹ لئے اسے دیکھا تھا۔اس کے چہرے کی بدلتی رنگت پر وہ محظوظ ہوا تھا۔وہ اس بات سے ابھی بھی انجان تھی کہ اس کے چہرے پر کافی کی کریم کی مونچھیں بن چکی تھیں۔داؤد سلطان کی آنکھوں میں دلچسپی بڑھی تھی۔

"لیکن فکر مت کرو، تمہارے رویے کی وجہ سے میں مدد سے انکار نہیں کرونگا،آخر رشتہ دار ہو میری، تمہارے کان سرخ ہو رہے ہیں،اس نے غصے سے سرخ ہوتے اس کے کانوں کو دیکھا تھا۔پریسہ نے بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کان چھپائے تھے۔

"اور ہاں اپنی مونچھیں بھی صاف کر لو۔۔"اس نے جتنی سنجیدگی سے اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا۔دونوں کانوں پر رکھے ہاتھوں میں سے ایک بے ساختہ اس کے منہ پر جم گیا تھا۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔پھر اسے اس پوزیشن میں ایسے کہ ایک ہاتھ کان پر تھا دوسرا منہ پر، بے ساختہ داؤد سلطان ہنس دیا تھا۔اور پھر اسے وہیں چھوڑتا پلٹ گیا۔اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی۔داؤد نے گاڑی میں بیٹھنے سے قبل پیچھے مڑ کر ایک دفعہ اسے دیکھا تھا۔وہ ہنوز ویسی ہی کھڑی یہ حیرت سے سوچ رہی تھی کہ یہ شخص مسکراتا بھی تھا۔ورنہ تو اسے نہیں لگتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے،داؤد کی خفیف مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد اس کی نظر بیک ویو مرر میں اپنے مسکراتے چہرے پر رکی تھی،اور وہ ٹھٹک کر مسکراہٹ سمیٹ گیا۔وہ اتنا مسکرا کیوں رہا تھا۔ماتھے پر پڑتے بل گہرے ہوئے۔اس

نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے گردن کھجائی۔اور پھر سنجیدگی سے سر جھٹک دیا تھا۔ٹھیک اس وقت جب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے ان سے کچھ ہی دور کھڑی داریا ٹھٹک کر رکی تھی۔ وہ لیب سے نکل رہی تھی جب اس نے پریسہ کو اس شخص سے آگے آگے باہر نکلتے دیکھا تھا۔اور تبھی ان کے پیچھے پیچھے وہ بھی باہر نکل آئی۔اور جب وہ دونوں بات کر رہے تھے اس نے ان کی دو تین پکچرز لی تھیں،ایک شیطانی مسکراہٹ اس کے لبوں پر رقصاں تھی۔وہاں سے دور ہوتی گاڑی میں بیٹھے داؤد سلطان کا فون بجنے لگا تھا۔اس نے سٹیرنگ میں لگے ریسیو کال کا بٹن پریس کیا تھا۔

"میں پہلے ہوٹل جاؤنگا۔۔۔تم نے بس میرے اشارے کا انتظار کرنا ہے اگر حسن المغربی نے کوئی گڑبڑ کی تو ہمیں اسی پلین پر عمل کرنا پڑے گا۔

"ہوں۔۔اوکے"اس نے کسی بات کا جواب دیا تھا۔پہلے پہل حسن المغربی صرف اس کے سیکریٹ مشن کا حصہ تھا۔لیکن اب اس میں ایک اور پہلو قابل غور تھا اور وہ تھا۔۔"شمس الدین کا اس شخص سے ملنا"۔وہ جاننا چاہتا تھا کے ان پر لگے الزامات سچے تھے یا نہیں،تاکہ اس صورت

www.novelsclubb.com

میں ان کے قاتل کا اندازہ ہو سکے، اور وہ ان کے ساتھ اپنے تعلق کو جان سکے، وہ شمس الدین کے کس عزیز کا بیٹا تھا، یہ معمہ اسے ہی حل کرنا تھا۔

♦♦♦

موسٹر شہر کا یہ ایک پوش علاقہ تھا جسے high society کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ پورا علاقہ امراء کا تھا۔ نچلے طبقے کے لوگوں کا یہاں اگر عمل دخل تھا تو ملازمین کے طور پر ورنہ نہیں ۔ یہاں کا آرکیٹیکچر باقی علاقوں کی بنسبت الگ تھا۔ اس وقت اس علاقے کے کسی حصے میں ایک محل نما حویلی کے آس پاس سیکیوریٹی ہی سیکیوریٹی تھی۔ باڈی گارڈز کی بہتات، سب کے لباس یکساں۔ اندر حویلی کی نچلی منزل پر ایک بڑا سا ہال تھا۔ جس میں ایک طویل اور چوڑی ٹیبل رکھی تھی۔ اسی ٹیبل کے گرد کوئی بیس، بائیس کرسیاں تھیں۔ سب کا ڈیزائن ایک جیسا تھا۔ بس اس ایک سربراہی کرسی کا ڈیزائن کسی بادشاہ کے تخت کی مانند تھا۔ اسی کرسی پر حسن المغربی براجمان تھا۔ باقی کرسیاں خالی تھیں۔ کمرے میں جابجا باڈی گارڈز تھے۔ جس کرسی پر وہ بیٹھا تھا اس کے عقب میں بھی دو سیاہ فام باڈی گارڈز کھڑے تھے۔ جن کے کانوں میں ائیر پیس تھے۔ جو کہ بخوبی دیکھے جا سکتے تھے۔ وہ بنا کسی تاثر کے مجسموں کی مانند کھڑے تھے۔

"تم مجھ سے ملنے آؤنہ بھتیجے۔۔۔۔مرات بیسیل کو دیوالیہ کر کے تم یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم کوئی بہت بڑی شے ہو" سگھار لئے ہاتھ کو انہوں نے فضا میں لہرایا۔

"میں کسی سے ملنے نہیں جاتا، جس کو ملنا ہے میرے پاس خود چل کے آئے" مقابل کی آواز بے نیاز تھی۔ حسن المغربی نے ہوا میں دھنوئیں کے مرغولے چھوڑے۔ان کی مکار آنکھیں سرخ سی رہتی تھی۔ کسی خونخوار جانور کی مانند۔

"تمہیں اندازہ ہے تم کس سے بات کر رہے ہو۔۔۔؟؟" انہوں نے کچھ سرسراتی آواز میں کہتے ہوئے ہاتھ میں تھامے سگار کا جائزہ لیا۔

"میں جس سے بات کر رہا ہوں وہ میری جائداد پر پھن پھیلائے بیٹھا ہے، مجھے ان کی اوقات کا اندازہ ہے، تبھی اچھے الفاظ کا چناؤ کر رہا ہوں۔۔۔۔یہ مت سمجھئے گا کہ میں آپ کو۔۔۔"

"میں تمہارا چچا ہوں۔۔۔تم ایسی بد تمیزی کا اظہار نہیں کر سکتے میرے سامنے،"

www.novelsclubb.com

"میں جو کچھ کر سکتا ہوں اس کا پتہ بعد میں لگے گا، سنا ہے آپ کا کوئی آدمی جیل سے باہر نکل رہا، کوئی بھاری رقم دی ہے آپ نے اس کے لئے، اور جس وجہ سے وہ باہر نکل رہا ہے، اس کا بھی مجھے اندازہ ہے۔۔ میں آخری دفعہ پوچھوں گا۔ شمس الدین کا آپ سے کیا تعلق ہے۔۔۔"

سلطان مغربی نے حیرت اور بے یقینی سے پیچھے اپنے باڈی مین کو دیکھا۔ اتنی نازک معلومات اس کے پاس کیسے پہنچ چکی تھی۔ وہ دوسری بار ان سے گفتگو کر رہا تھا اور دونوں دفعہ ہی ان کا دماغ ماؤف کر گیا تھا۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اچانک کہاں سے ٹپک پڑا تھا۔ جس بچے کو انہوں نے برسوں پہلے گاؤں میں چھوڑا تھا۔ وہ جس حالت میں تھا، یہ اس وقت یقینی تھا کہ وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا تھا۔ دماغی تو کیا جسمانی حالت بھی اس کی بے حد خراب تھی۔ یہاں کچھ گڑبڑ تھی۔ ان کے آدمیوں کے بیچ کوئی کالی بھیڑ تھی۔ جو نازک معلومات ادھر ادھر کر رہی تھی یا پھر انہیں غلط معلومات دے رہی تھی۔

"بہت زعم ہے تمہیں خود پر، خود معلوم کرو۔۔ پھر مجھے بھی بتانا۔۔۔" انہوں نے ایک شیطانی قہقہہ مارتے ہوئے فون بند کیا تھا۔ دوسری جانب ہوٹل گرینڈ سے تین چار لوگوں کے ہمراہ

نکلتے داؤد سلطان کے لبوں پر اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک مسکراہٹ تھی۔اس کی سیاہ پینٹ پر شرٹ اور اس پر اوڑھا ہوا لمبا کوٹ سب سیاہ تھے، حتی کے آنکھوں پر شیڈڈ گلاسز بھی اور ہاتھ میں تھامے لیدر گلوز بھی۔ کئی لوگوں نے گردنیں گھما کر اسے دیکھا تھا۔وہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دستانے پہن رہا تھا۔کان میں نہ نظر آنے والا ائیر پیس تھا۔اس کے پیچھے چلتے ان چار لوگوں میں سے ایک پارکنگ کی جانب لپکا اور اور ایک سیاہ چمچاتی BMW اس کے قریب لے آیا۔ باقی تینوں دوسری گاڑی میں بیٹھے تھے۔

"ریلوے سٹیشن چلو۔۔۔"اس نے ڈرائیور کو ہدایت دی۔یہ وہی تھا جو مرات بیسیل والے مشن کے وقت طارق کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا۔اب بھی جوزف،ڈینئیل اور طارق ان کے پیچھے والی گاڑی میں تھے۔

"کچھ ہی دیر میں وہ سٹیشن میں تھے۔ریلوے سٹیشن سنسان تھا اور اس کی وجہ یہی تھی۔ حسن المغربی کے آدمی اسے یہاں سے لے کر آنے والے تھے اور یہاں سے پھر اسے کسی ٹرین میں سوار کیا جانا تھا۔ایسے کے اس کا نیا آئڈینٹی کارڈ سب کچھ بن چکا تھا۔وہ لوگ سٹیشن میں بنے

www.novelsclubb.com

بڑے بڑے موٹے پلرز کے عقب میں اپنی اپنی پوزیشنز پر کھڑے تھے۔البتہ داؤد سلطان ابھی ان کے ہمراہ نہیں تھا۔ سٹیشن پر ہل چل سی ہوئی۔ کئی باڈی گارڈز ایک آدمی کے آگے پیچھے چلتے ہوئے اسے وہاں تک لائے تھے۔دفعتاً پلرز کے پیچھے سے ایک دو گولیاں چلیں۔سلطان مغربی کے آدمیوں نے ہاتھ میں تھامے ہتھیار چاروں طرف تھام لئے۔داؤد سلطان بڑی آہستگی سے ان کے ہمراہ گھل مل چکا تھا۔اس نے ایک ہوائی فائر کیا تھا۔اور اگلے لمحے اپنے ہاتھ میں تھامی پستول کی نال اس شخص کی گردن پر رکھ دی۔سلطان مغربی کے آدمی اب اسے نشانے پر رکھ چکے تھے۔

"تم مجھے اس لاکر کا نمبر اور پاسورڈ بتاؤ گے،ورنہ یہی موت کے گھاٹ اتار دوں گا میں تمہیں" داؤد سلطان نے گریبان سے اس آدمی کو اپنی جانب کھینچتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔۔"اس آدمی نے پسینے سے تر ہوتے ماتھے کے ساتھ کہا تھا۔پستول کا دباؤ اس کی گردن پر بڑھ رہا تھا۔لمحے کے ہزارویں حصے میں داؤد سلطان نے اس کے پیر کا نشانہ لیا اور بلا توقف فائیر کر دیا،وہ آدمی درد سے بلبلا اٹھا۔

www.novelsclubb.com

پستول پھر سے اس کی گردن پر تھی۔اس کی گرمائش اور بارود کی بو وہ اچھی طرح محسوس کر سکتا تھا۔

"بتاؤ۔۔۔۔۔" داؤد اس کے کان میں غرایا۔اس آدمی نے درد بھری سرگوشی میں کچھ کہا تھا۔ داؤد سلطان نے وہی چیز دہرائی۔طارق کان میں لگے آلے سے داؤد کی سرگوشی سن چکا تھا۔اور آہستگی سے پلر کے پیچھے سے سائے کی مانند بنا کسی آواز کے ہٹ گیا۔سلطان مغربی کے آدمی داؤد پر پستول تھامے ہوئے تھے۔

"چھوڑو اسے ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا"۔۔۔ان میں سے ایک جو شائد ان کا ہیڈ تھا تیزی سے چلایا۔اسی دوران دور سے ٹرین سیٹی بجاتی قریب آتی ہوئی دکھائی دی۔داؤد نے اس آدمی کو ساتھ لئے پٹری کی جانب چھلانگ لگائی۔وہ اسے شوٹ نہیں کر سکتے تھے وہ جانتا تھا، کیونکہ اس آدمی کو صحیح سلامت لے جانا ان کے باس کا آرڈر تھا،اور ان کی ذرا سی غلطی پر وہ آدمی مارا جا سکتا تھا۔اسی وقت پلر کے پیچھے سے ان پر داؤد کی ٹیم نے فائر کھولے تھے۔ٹرین قریب آئی،داؤد سلطان اس آدمی کو لئے پٹری کے اس پار ہو چکا تھا۔کچھ آدمی وہیں زمین پر ڈھیر ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

جوزف نے ایمرجنسی بٹن دبایااور اونچی آواز میں سائرن بجنے لگا تھا۔سلطان مغربی کے آدمی زمین پر پڑے ساتھیوں کو چھوڑ کر پولیس کے ڈر سے وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔چند گھنٹوں بعد داؤد سلطان اس آدمی کو ہائی سیکیورٹی کے بیچ سلجوق احمد کے حوالے کر رہا تھا۔طارق اس کے لاکر سے آرمز ڈیکنگ کے اہم ایگریمنٹس نکال چکا تھا، جس کے لئے سلطان مغربی نے اسے رہا کروایا تھا۔ ان کا یہ مشن بھی کامیاب رہا تھا۔داؤد سلطان گاڑی میں بیٹھ رہا تھا جب اس کے فون کی گھنٹی بجی، گھنٹی پر اس کے لب فاتحانہ مسکراہٹ میں پھیلے جیسے وہ جانتا ہو کہ کس کا فون تھا،ڈرائیور گاڑی آگے بڑھا چکا تھا اور اس نے فون کو کان سے لگایا تھا۔

"کیسے ہو بھتیجے۔۔۔"آواز سنتے ہی اس کی لبوں کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں۔۔۔کوئی خبر طبیعت پر گراں گزری ہو تو آرام کیجئے۔۔"

اس کے طنز پر حسن المغربی نے مٹھیاں بھینچیں۔وہ ضبط کے آخری مراحل میں تھے۔لیکن اس کے سامنے اب الفاظ کا چناؤ احتیاط سے کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"بھتیجے۔۔۔میں تم سے کوئی دشمنی نہیں مول لیناچاہتا،آخری نشانی ہو میرے بھائی کی۔ کہیں بیٹھ کے سکون سے بات کرتے ہیں یہ کیافون پر اجنبیوں کی طرح بات ہورہی ہے۔"

"یہی تو میں بھی کہتاہوں،آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آتے"اس نے گاڑی کی ونڈو پر کہنی ٹکاتے ہوئے گردن کھجائی۔

اس کی ڈھٹائی پر حسن المغربی ہکابکا سے رہ گئے۔ پھر وہ سوچ میں پڑ گئے،اگر وہ اس کو اپنی طرف کر لیتے تو ان کے بہت سے مسائل حل ہو سکتے تھے۔یہ بات وہ جان چکے تھے کہ وہ اپنی ہی کرے گا۔انہیں اس کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے،ایسی بولی بولنی تھی کہ اسے اندازہ بھی نہ ہو سکے اور ان کا اپنا کام بھی چل سکے۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

اس وقت کاٹیج سے منسلک گرین ہاؤس کی شیشے کی دیواروں میں سے اندر دیکھو تو چھت سے لٹکتے بلب سفید روشن تھے۔شام دن کی روشنی سمیٹ کے سرمئی چھاؤں سی پھیلائے ہوئے تھی۔ گرین ہاؤس کا شیشے کا دروازہ بند تھا۔باہر سے دیکھنے پر اس کارڈ پر لکھا closed "صاف

دکھائی دیتا۔اس کارڈ کو کچھ ہی دیر پہلے ایلف پلٹا کے گئی تھی۔ان کے ورکنگ ہاؤرز ختم ہو چکے تھے۔آج پریسہ اس کے ساتھ نہیں تھی تو وہ کچھ زیادہ ہی تھک گئی تھی۔اس نے آتے ہی اسے اپنی سہیلیوں کے آنے کی اطلاع دی تھی۔اور اسی وقت آنلائن بہت سی کھانے پینے کی چیزیں آرڈر کر لی تھیں۔علائیزہ اور سوزین کو آئے ہوئے ایک گھنٹا ہو چکا تھا۔وہ گرین ہاؤس میں رکھی بھوری رنگ کی مضبوط لکڑی کی اس ٹیبل کے گرد بیٹھی ہوئی تھیں۔آس پاس موجود پھولوں اور پودوں کی باس نے فضا کو معطر کر رکھا تھا۔سوزین سویٹر اور اسی سے ہم رنگ ٹراؤزر پہنے دونوں پاؤں کرسی پر اوپر کئے اپنے گرد چادر لپیٹے ہوئے تھی۔جبکہ علائیزہ نے کیچر میں ہی اپنے گھنگریالے بال لپیٹے ہوئے تھے۔اس نے نیوی بلو رنگ کی فراک پہن رکھی تھی اور اوپر ہی ایک ڈھیلا ڈھالا سویٹر تھا۔سوزین کے ساتھ ہی پریسہ بیٹھی تھی۔جو ٹیبل پر رکھے بیجوں کے باؤل سے بیج اٹھا اٹھا کر کترتی جاتی اور قریب میں رکھی پلیٹ میں چھلکے ڈالتی جاتی تھی۔

"اچھا یعنی تم لوگوں کے ریلیشن کو دو دن ہو چکے ہیں سٹارٹ ہوئے۔"پریسہ نے بالوں کے messy bun سے نکلتی لٹوں میں سے ایک کو چہرے سے ہٹایا۔چند چھلکے اس کی براؤن

شرٹ پر گرے ہوئے تھے۔وہ اسی لباس میں تھی جس میں لائبریری گئی تھی۔البتہ اب اس نے کوٹ نہیں پہن رکھا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ تم دونوں ریلیشن میں آچکے ہو۔۔"سوزین نے بھی باؤل سے بیج اٹھاتے ہوئے مشکوک انداز میں ابرو اچکائی۔

"کیا مطلب ہے کیسے پتہ چلا۔۔ بھئی۔۔ باتیں شروع ہو گئی ہماری تو یعنی ہو گیا نہ ریلیشن شروع۔۔"علائیزہ نے ایسے کندھے اچکائے گویا ان کی عقل پر ماتم کیا ہو۔

"علائیزہ بی بی۔۔۔۔!!"پریسہ نے اسے آنکھیں چھوٹی کئے چبھتی آواز میں پکارا۔

"کچھ بولنا مت۔۔۔ تم مت بولنا کچھ پلیز۔۔۔۔"دونوں ہاتھ ایکدم آپس میں جوڑتے اس نے التجائی چہرہ بنایا۔"تم پھر سے مجھے شک کرنے کے لئے کوئی وجہ دے دو گی،اور میں اس پر سوچ سوچ کے اپنی مینٹل ہیلتھ کا ستیاناس کر دوں گی"

پریسہ نے تیکھی نگاہوں سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا،"لیکن میں پھر بھی بولوں گی"

تیزی سے کہتے گویا علائیزہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دے گی اس نے شیطانی نظروں سے سوزین کو دیکھا۔ سوزین ایک دم ہنس پڑی۔

"جب بھی کسی کو۔۔۔پریسہ سینے پر ہاتھ باندھ کے گردن اکڑا کے بولی۔ علائیزہ نے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ دئے اور آنکھیں بند کرتے ہوئے دانت پیستے ہوئے بولی۔ "میں نہیں سن رہی" لیکن پریسہ جانتی تھی وہ سن رہی ہے۔

"جب بھی کسی کو ون سائیڈڈ افیکشن ہوتی ہے۔ اسے ہر چیز ویسے ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جیسے وہ چاہتا ہے، کیا پتا وہ تم سے یونہی بات کر رہا ہو، ننانوے فیصد لڑکوں سے اگر ان کا دشمن بھی بات کرے تو وہ ان سے گھنٹوں بات کر لیں گے"۔ وہ رکی اور اپنے ہاتھ میں تھامے بیجوں کے چھلکوں کو دیکھا۔ "بس شرط یہ ہے کہ وہ دشمن بھی لڑکی ہی ہو"۔

پھر انہیں باؤل کے پاس چھلکوں سے بھری پلیٹ میں ڈالا۔ علائیزہ کے ہاتھ کانوں سے پھسل کر گردن پر آٹکے تھے۔ منہ بگڑا۔ سوزین کا قہقہہ فضا میں گونجا تھا۔ "ویسے یہ بات تو واقعی ٹھیک کہی تم نے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

جبکہ پریسہ بے نیازی سے بیج کترنے میں مگن تھی۔"پریسہ بی بی۔۔۔"علائیزہ نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر اسی کے انداز میں بولا تھا۔

"جب تمہیں محبت ہو گی نہ، تو ایسے عقل مند خیالات نہیں آئیں گے تمہیں، کیونکہ محبت دماغ کو سن کر دیتی ہے، محبت کرنے والے صرف دل کی سنتے ہیں پھر"

پریسہ اسے اتنی گہری بات کرتے دیکھ کے ہنس پڑی تھی۔"نہیں علائیزہ بی بی مجھے محبت نہیں ہو گی، مجھے ان چیزوں پر یقین نہیں ہے۔۔۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے، لوگ اپنی مرضی سے پڑتے ہیں محبت میں۔۔۔"اسی دوران ایلف گیسٹ ہاؤس کے دروازے سے گرین ہاؤس میں آئی تھی۔سوزین نے انہیں آتے دیکھ لیا تھا۔

"آپ کا کیا خیال ہے ایلف حانم، محبت کے بارے میں۔۔۔"سوزین کے پوچھنے پر علائیزہ اور پریسہ نے ان کی جانب چہرے گھمائے تھے۔وہ اس کے سوال پر مسکرائی تھی۔وہ تینوں دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"محبت تو کئی طرح کی ہوتی ہے، مختلف لوگوں سے مختلف طرح کی، تم لوگ کس محبت کی بات کر رہے ہو۔۔" ایلف حانم نے باری باری ان سب کے چہرے دیکھے۔انہیں تجسس ہوا، تھا، کہ سوال حقیقت میں ان تینوں میں سے کس کے بارے میں تھا۔

"مرد اور عورت کی محبت کا پوچھ رہے ہیں ہم حانم،" علائیزہ تیزی سے بولی تھی، اسے امید تھی وہ کچھ اچھا ہی بولیں گی۔

"اوہ۔۔۔اچھا اچھا۔۔" وہ ان کے قریب رکھی کسی خالی کرسی میں بیٹھ گئیں۔

"مرد اور عورت کے بیچ کی اصل محبت دوستی ہوتی ہے۔۔۔اس لحاظ سے میں کہوں تو آج کل کی عورتیں مردوں میں اور مرد عورتوں میں غلط محبت تلاشتے ہیں،،، انہیں شادی سے پہلے ہی والدین والی محبت اپنے محبوب سے چاہیئے ہوتی ہے۔جو کہ مرد اور عورت میں تب پیدا ہوتی ہے جب وہ کسی حقیقی رشتے میں بندھتے ہیں۔"

"اوہ۔۔۔بڑے پوائنٹ کی بات کی ہے ویسے آپ نے۔۔۔" پریسے نے ہونٹ گول کرتے ہوئے ستائشی انداز میں ابرو اچکائے۔

www.novelsclubb.com

یعنی آج کل کی لڑکیاں۔۔۔"پریسہ علائیزہ کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔یہ سوچتی ہیں جیسے ماں باپ۔۔اپنی اولاد کے لئے بہت سی چیزیں برداشت کر لیتے،ان کے لئے جان تک لٹا دیتے ہیں، وہ نافرمانی کریں یا گھر چھوڑ کر جائیں۔۔یا کسی حد تک بھی جائیں۔۔۔ان سے کبھی وہ منہ نہیں موڑ سکتے۔۔۔اسی طرح ان سے محبت کرنے والے بھی یہی کریں گے۔یعنی اصل میں مرد اور عورت کے بیچ یہ محبت نہیں ہوتی نا۔۔۔یہی کہ رہی ہیں آپ۔۔۔ایلف حانم"

اب اس نے علائیزہ سے نظریں ہٹا کر ایلف حانم پر نظریں جمائیں۔ایلف حانم نے ہنس کر سوزین کو دیکھا،وہ بھی مسکرا رہی تھی،وہ دونوں جانتی تھیں کہ پریسہ کس کو سمجھانا چاہتی ہے۔

"مرد اور عورت کے بیچ محبت کی شروعات دوستی سے ہوتی ہے،جتنا وہ دوستوں کی طرح ایک دوسرے کی پسند ناپسند کو سمجھ جائیں،اپنے درمیان،انا کی دیواریں گرا کے ایک دوسرے کو سمجھ جائیں،ان میں محبت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے،لیکن یہ دوستی شادی شدہ لوگوں میں ہی کام کرتی ہے،بنا شادی کے دوستی۔۔دوستی نہیں رہتی۔۔وہ دل کی غلط خواہشات کو پورا کرنے کا ایک رشتہ ہوتا ہے"ایلف حانم کی بات پر علائیزہ نے پہلو بدلا۔گرین ہاؤس شیشے کی چھت سے لٹکتے

www.novelsclubb.com

بلبوں کی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔وہیں سے کچھ قدم کی دوری پر، یاسمین کنعان کے گھر کی نچلی منزل کی کھڑکی سے اندر جھانکنے پر یاسمین اور داریا محو گفتگو تھیں۔داریا کی آنکھیں رونے کے باعث گلابی پڑ رہی تھی، جبکہ یاسمین کنعان کے چہرے پر فکر مندی کے آثار تھے۔

"مجھے نہیں پتہ آپ کو جو کرنا ہے کریں لیکن اس کو میرے اور ایمر کے درمیان سے دور رکھیں ۔پتہ نہیں کیا ادائیں دکھائی ہیں اس نے کہ وہ پریسہ میں اتنی دلچسپی لے رہا ہے۔"

"کیا تم نے وہ تصویر بھیج دی ایمر کو، جو تم نے لائبریری میں لی ہے؟؟" یاسمین کنعان کی نظریں پر سوچ سی کمرے کی چھت کو گھور رہی تھیں۔وہ راکنگ چیئر میں بیٹھی سر کو چیئر کی پشت سے ٹکائے ہوئے تھیں۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔۔ابھی نہیں بھیجیں۔" داریا نے اپنے آنسو صاف کئے تھے۔

"بہت اچھا کیا۔۔۔تم بھیج دیتیں تو شائد وہ تمہارے بارے میں غلط سوچنے لگتا۔داریا جذبات میں آکر کبھی اپنی شخصیت کا سودا مت کرنا، اسی ایک چیز کے بگڑنے پر خوبصورت سے خوبصورت چہرے بدصورت دکھنے لگتے ہیں۔یہ کمزور سا لمحہ جب ہم کسی کی باتوں کا اثر لے کر

فوراً، جذبات کی جنگ میں فوراً کچھ بول یا کر بیٹھتے ہیں، یہ کمزور لمحہ بعد میں بڑے بڑے پچھتاؤں کا سبب بن جاتا ہے۔اب تم مجھے وہ تصویریں بھیجو، اور اپنی گیلری سے مٹادو۔"

"لیکن مام۔۔میں۔۔"وہ منمنائی تھی۔

"میں نے کہانہ، میں سب کچھ ویسا کردوں گی جیسا تم چاہتی ہو۔۔لیکن ویسے نہیں جیسا تم سوچ رہی ہو۔۔۔"

داریا نے اپنی ماں کو دیکھا۔جواب جھولتی کرسی کو روک کر اپنی اداس بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔داریا نے ہاتھ میں فون تھاما اور وہی کیا جو ابھی اس کی ماں نے اسے کرنے کو کہا تھا۔"

انہوں نے ہاتھ میں تھامے فون پر ابھرتے نوٹیفیکیشنز کو دیکھا۔پھر داریا کی چیٹ کھول کر وہ تصویریں زوم کیں۔

"یہ لڑکا۔۔کیا کبھی پہلے دیکھا ہے تم نے اسے۔۔"تصویر میں پریسہ کے مقابل کھڑے اس دراز قد نوجوان کو دیکھتے،، بنا داریا کی جانب دیکھے یاسمین کنعان نے استفسار کیا۔نوجوان کا ایک

رخ دکھ رہا تھا، وہ بھی اتنا صاف نہیں کہ اس کا چہرہ آسانی سے دکھائی دیتا۔ لباس سے کسی کھاتے پیتے گھرانے کا لگتا تھا۔

"نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتی۔۔۔"

"چلو کرتے ہیں کچھ۔۔ ایک دور شتوں کی بات کی تھی میں نے آس پاس،"

داریا نے ایکدم بجھا ہوا چہرہ اٹھایا۔

"اچھے رشتے ہیں، لیکن پہلے پریسہ سے بات کرنی پڑے گی۔۔ کل بات کروں گی میں اس سے، اگر اس لڑکے میں اس کی کوئی دلچسپی ہوئی تو مجھے پتا چل جائے گا، اور اگر نہ ہوئی تو تب بھی"

یاسمین کنعان نے راکنگ چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔ ان کے اٹھنے پر کرسی جھولنے لگی۔ وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔ جبکہ داریا سر پر ہاتھ پھیر کر اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو دبانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

دوسری طرف گرین ہاؤس کے ساتھ منسلک گیسٹ ہاؤس کے کچن میں، پریسہ کنعان ٹرے میں پلیٹیں رکھ رہی تھی۔ سامنے لونگ روم میں چند صوفوں کے بیچ رکھی میز پر سوزین اور علائیزہ

کھانے کی ٹرے رکھ رہی تھی۔دونوں مسلسل باتوں میں مگن تھیں۔پریسہ وہیں کچن سے کوئی نہ کوئی جواب دے دیتی،کچن میں چھولے کے پاس کھڑی ایلف حانم کٹنگ بورڈ پر کھیرا کاٹ رہی تھیں۔پریسہ نے پلیٹوں سے بھری ٹرے اٹھانے سے پہلے،کٹنگ بورڈ سے کھیرے کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالا تھا۔کچن کاونٹر سے ٹرے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا،کہ کاؤنٹر پر پڑا فون تھرتھرایا۔اس نے ٹرے چھوڑ کر فون اٹھایا۔اس کے دوسرے ہاتھ میں چمچ تھا جو وہ ٹرے میں رکھنے والی تھی۔

"پریسہ مجھے تمہارے دادا کی لاسٹ فوٹیج مل گئی ہے۔جس وقت وہ ہوٹل گرینڈ میں تھے"

اسے اس نئے نمبر سے آنے والے میسیج نے چونکایا۔

www.novelsclubb.com

"کون"اس نے ریپلائے دیا۔اسی وقت جواب آیا۔"ایمرہیئر"ساتھ میں اداس سا اموجی تھا۔

اس کے ہاتھ سے بے ساختہ چمچ نیچے گرا۔ایلف حانم نے اسے یوں ساکت فون کی سکرین کو گھورتے دیکھا تو حیران ہوئی۔

"کیا ہوا پریسہ۔۔کس کا میسیج ہے۔۔؟؟"

"کچھ نہیں ایسے ہی۔۔بس۔۔"اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔اور پھر جوابی میسیج ٹائپ کرنے لگی۔ایلف حانم نے کندھے اچکائے،اور پریسہ کی کاؤنٹر پر رکھی ہوئی ٹرے پر سلاد کی پلیٹ رکھ کر اسے اٹھائے لونگ روم کی جانب بڑھیں۔

"کیا تم مجھے ویڈیو بھیج سکتے ہو۔۔ایمر"اس کے بھیجے گئے اس میسج پر دوبارہ اس کا فون بجا۔

"بھیجنا رسکی ہو سکتا ہے،اگر تم کل یہاں آجاؤ ہوٹل گرینڈ۔۔تو یہاں دیکھ سکتی ہو تم۔۔"

پریسہ نے میسیج پڑھا تھا۔اور اوکے کا رپلائے کر کے،فون ٹراؤزر کی جیب میں ڈال دیا۔چلو کچھ تو پتا چلا تھا،دیدا کے بارے میں،شائد اب وہ کچھ کر پائے۔وہ مسکرائی تھی۔

"تم لوگوں نے کھانا شروع تو نہیں کر دیا۔۔؟؟"وہ چلاتے ہوئے لونگ روم کی جانب بھاگی۔

"نہیں پریسہ۔۔۔ایسی بدتہذیبی کی توقع صرف تم سے ہی کی جاسکتی ہے"علائیزہ نے گلاس میں جگ سے پانی ڈالتے ہوئے کہا۔ان دونوں کی مسلسل نوک جھوک پر ایلف حانم مشکوک لہجے میں بول پڑیں۔

"تم دونوں دوست ہو کہ دشمن۔۔"

"نہیں آنٹی میں غلط نہیں کہ رہی۔۔اس نے جب بھی کسی ریستوران میں مجھے بلایا ہے، میرے پہنچنے پر یہ کھانے سے فارغ ہو چکی ہوتی ہے"

وہ چاروں اب کھانے کی جانب متوجہ تھیں۔سوزین اپنی پلیٹ میں چائینیز چاول ڈال چکی تھی۔ ساتھ میں اس نے چاولوں کے اوپر چکن چاؤ من ڈالی تھی۔

"حانم۔۔یہ پورا راستہ لڑکوں کو گھورتے گھورتے لیٹ ہو جاتی ہے، مجھ سے کھانے میں انتظار نہیں کیا جاتا"

ایلف اور سوزین بے ساختہ ہنسیں تھیں۔علائیزہ نے جن نظروں سے پریسہ کو گھورا تھا، پریسہ کو لگا وہ اس کے بال ہی کھینچ ڈالے گی۔اس نے جلدی سے کباب کی پلیٹ اس کے سامنے رکھی ۔"یہ چیک کرو بہت مزے کے ہیں۔۔ایلف حانم نے بنائے ہیں" چاول کھاتے ہوئے وہ بے نیازی سے بول رہی تھی۔

"ایلف حانم آپ ہمیں محبت کے بارے میں بتا رہی تھیں۔کیا آپ کو کبھی ہوئی ہے محبت"

www.novelsclubb.com

انہوں نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا تو ان تینوں نے کھانا روک کر کورس میں ایک ساتھ ""اووووہ"" کہا تھا۔ایلف جب سے آئی تھی،اس سارے عرصے میں اس نے پریسہ کو آج حقیقی معنوں میں مسکراتے دیکھا تھا۔وہ ان تینوں کے تجسس بھرے چہروں کو دیکھ کر ہنس پڑی تھی۔ پھر ان کے سامنے ماضی کا کوئی باب کھولتے اس کا دل ویسی ہی شدت سے دھڑکا تھا، جیسے پہلی محبت کی آگہی پر پہلی بار دھڑکتا ہے۔یہ سحر جتنا میٹھا ہوتا ہے،اتنا ہی زہریلا۔

محبت کرنے والے اس زہر کا بوجھ لئے پھرتے ہیں،اس سحر کا علاج صرف ان کے پاس ہے، جن کے پاس اپنی شخصیت کی آگہی ہو،ورنہ تو لوگ اس بیماری سے نکل نہیں پاتے،ورنہ تو اس زہر سے چھٹکارا ناممکن ہے۔یہ ایک ایسی امر بیل ہے جو جس سے چمٹ جائے اسے اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔

♦♦♦

اگلے دن

www.novelsclubb.com

یہ شام کا وقت تھا، جب وہ ہوٹل گرینڈ کے سامنے زرد رنگ کی ٹیکسی سے اتری تھی۔اس نے بال اونچی پونی میں باندھ رکھے تھے، چند مڑی ہوئی لٹیں چہرے پر تھیں۔ناک سردی کے باعث گلابی پڑ رہی تھی۔اس نے اس سفید رنگ کی عمارت کو نظر بھر کر دیکھا اور ایک سانس خارج کی جو کہ دھنوئیں میں بدلتی ہوا میں پھیل گئی۔آج اس نے سرخ رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا۔کوٹ کے بازو میں تیر سے بنے سراخ کو اس نے ٹیلر سے ٹھیک کروا دیا تھا۔اب اتنے مہنگے کوٹ کو وہ یونہی پھینک نہیں سکتی تھی۔یہ کوٹ وہ بہت کم پہنتی تھی۔یعنی خاص موقعوں پر۔آج بھی لائبریری میں اس کے ہمراہ چند مزید کولیگز کو سوزین کی جانب سے ویلکم پارٹی تھی ۔ تبھی اس نے یہ کوٹ پہن رکھا تھا۔اور وہیں سے وہ سیدھا ایمر سے ملنے یہاں آگئی تھی۔اس نے ہوٹل کے داخلی ایریا کی جانب جاتی دو تین سیڑھیاں چڑھیں اور اندر آکر ریسیپشن پر بیٹھی ایک لڑکی سے ایمر مرات کے بارے میں پوچھا۔

"جی یہ آپ کا کارڈ ہے۔۔آپ یہاں سے سیدھی جا کر لیفٹ مڑ جائیں، وہاں سے آپ کو کوئی نہ کوئی گائڈ کر دیں گے۔شکریہ" پروفیشنل مسکراہٹ لئے کالے یونیفارم میں ملبوس اس لڑکی نے کہتے ہوئے اسے وہاں سے رخصت کیا۔لفٹ سے نکل کر اس طویل راہداری میں داخل ہوتے

طارق بہریم کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ چونکا۔یہ یہاں کیا کر رہی تھی وہ سوچ میں پڑ گیا۔کچھ ہی دیر پہلے ہی تو اس نے داؤد سلطان کو رپورٹ دی تھی کہ وہ لائبریری میں تھی۔وہ ضرور اسے نہیں پہچانتی تھی،اور یہ اچھی بات تھی۔راہداری میں لفٹ کی جانب آتی پریسہ کنعان نے اسے دیکھا اور ٹھٹھک کے رکی۔یہ تو وہی شخص تھا،جسے پہلی بار ہوٹل گرینڈ آتے ہوئے اس نے سلطان مغربی کے ہمراہ دیکھا تھا۔جب وہ اپنے کسی امپلائے کو باہر سڑک پر بے عزت کر رہا تھا۔

"ہیلو۔۔"پریسہ نے سادگی سے مسکرا کر اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں ہلایا۔

"ہائے۔۔آپ کون۔۔"طارق نے بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے کنپٹی کھجائی۔گویا سوچ رہا ہو کہ وہ اسے جانتا ہے کہ نہیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہم دونوں پہلے کہیں ملے ہیں۔۔۔؟؟"طارق نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔۔۔میں نے بس آپ کو باہر دیکھا تھا،کسی کے ساتھ۔۔۔شائد آپ کے باس۔۔"اس نے لفظ باس کو ذرا لمبا کھینچتے سوالیہ انداز میں بھنوئیں اٹھائیں۔

"سلطان مغربی رائٹ۔۔"اسے بلینک سا کھڑا دیکھ کر پریسہ نے نام لیا۔"باہر کسی امپلائے پر ہاتھ اٹھایا تھا انہوں نے۔۔"اس نے جیسے اسے یاد دلانے کے لئے اس واقعے کا ذکر ضروری سمجھا۔

"اوہاں۔۔۔یاد آیا مجھے۔۔"وہ جلدی سے اثبات میں سر ہلانے لگا۔"

"کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں۔۔۔یعنی میں ان سے کسی کام کے سلسلے میں ملی ہوں ، کیا وہ ایسے ہی ہیں بدمزاج قسم کے۔۔"پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کچھ رازداری سے پلکیں جھپکیں۔

"یعنی مجھے وہ مشکوک سے لگتے ہیں۔۔۔"اس نے ابھی جملہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ طارق ایکدم بول پڑا۔

"آپ کو بالکل ٹھیک اندازہ ہوا ہے میڈم۔۔انہوں نے ہمارا جینا محال کیا ہوا ہے، ہماری سیلریز جان بوجھ کر روکے رکھتے ہیں، اور۔۔۔۔برا مت مانئے گا لیکن ان کا اصل نام داؤد سلطان ہے

www.novelsclubb.com

۔۔۔انہوں نے لوگوں کے قتل تک کئے ہیں۔۔"وہ اتنی رازداری اور سچائی سے بولا تھا کہ پریسہ کو جھٹکا سا لگا۔

"اوہ مائے گڈنیس" دونوں ہاتھ منہ پر جم گئے جبکے آنکھیں خوف سے پھیل گئی۔

"ان کے غلط لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں، لیکن بات وہی ہے نا، جس کے پاس پیسہ ہوتا ہے، عدالت بھی ان کے ہاتھ میں پولیس بھی ان کے ہاتھ میں۔۔۔"وہ افسردگی سے بولا۔

"اوہ۔۔۔اوہ۔۔"وہ ششدر سی کھڑی اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔دفعتا اس کا فون بجنے لگا۔اس نے طارق کے چہرے سے نظریں ہٹا کر کندھے سے لٹکتا بیگ کھولا اور فون کان سے لگایا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ایمر۔۔۔میں بس دو منٹ میں آرہی ہوں،"اس نے کہہ کر جلدی سے فون بیگ میں ڈالا۔ ایمر کے نام پر طارق کے کان کھڑے ہوئے لیکن اس نے چہرے پر ویسے ہی افسردہ تاثرات پھیلائے رکھے۔

"لیکن وہ دو نام کیوں رکھتے ہیں۔۔۔"

"شش پلیز۔۔۔یہ۔۔یہ بات کسی کو بتایئے گا نہیں۔۔۔ورنہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ مجھے بھی قتل کر دیں۔۔۔پلیز میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔میں آپ کو مزید کچھ نہیں بتا سکتا" وہ اس کے سامنے باقائدہ ہاتھ جوڑے ہکلاتا ہوا، بولا۔چہرے پر خوف سا پھیل گیا تھا۔

(کیا وہ اتنا خطرناک اور ظالم ہے) وہ سوچ میں پڑ گئی۔اسے اس شخص پر ترس آیا تھا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔۔۔آپ کو یہاں کے اس کلب کا پتا ہے۔۔کس طرف ہے" اس نے اینٹری کارڈ اس کے آگے کیا۔

"بیسمنٹ میں ہے آپ بی ون کا بٹن دبا دیں گی تو وہیں پہنچ جائیں گی" طارق نے جلدی جلدی کہا تھا۔اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے سامنے سے گزرتا راہداری سے باہر جانے لگا۔

پیچھے کھڑی پریسہ نے ایک جھرجھری لی، اف۔۔وہ اتنے خطرناک شخص سے مل رہی تھی۔

(بس مجھے اس سے ایک مدد لینی ہے اور پھر میں کبھی اس کی شکل نہیں دیکھوں گی)۔دوسری جانب راہداری سے نکلتے طارق کے چہرے پر ایک شرارتی مسکراہٹ رقصاں تھی۔اس گنگناتے

www.novelsclubb.com

ہوئے،ہاتھ میں تھامے فون پر داؤد سلطان کا نمبر ملایا تھا۔کچھ گھنٹیوں بعد دوسری جانب سے داؤد کی گھمبیر آواز سنائی۔طارق کھنکارا۔

"آپ کی نیند میں خلل ڈالنے کے لئے معافی چاہتا ہوں باس۔۔آپ کو ایک اہم خبر دینی تھی۔۔۔

"جلدی بکو۔۔۔"وہ نیند میں ڈوبی آواز میں بولا تھا۔

"آپ کی محبوبہ سے ابھی بات ہوئی ہماری۔۔"

"محبوبہ۔۔۔؟؟"اس نے آنکھیں موندے تکیے پر سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"جی جی۔۔۔پریسہ کنعان۔۔۔"وہ بتیسی نکالے،فریش موڈ میں ہوٹل کے داخلی دروازے کے باہر کی سیڑھیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا تھا۔

"وہ میری محبوبہ نہیں ہے۔۔عقل کے اندھے۔۔۔مجھے دوبارہ گھریلو عورتوں کی طرح فالتو خبریں دے کر ڈسٹرب مت کرنا"وہ فون رکھنے لگا تھا۔

"نیچے بیسمنٹ کلب میں گئی ہے،ایمرمرات سے ملنے۔۔"

"کب۔۔؟؟" داؤد سلطان کی آنکھوں سے نیند پل بھر میں غائب ہوئی۔

"ابھی ابھی۔۔۔ لیکن خیر تم سو جاؤ۔۔ کون سا تمہاری محبوبہ ہے۔۔"

"طارق۔۔۔ تم بیسمنٹ میں جاؤ فوراً، وہ جگہ اس کے لئے ٹھیک نہیں۔۔" وہ بستر پر اٹھ کے جلدی سے بولا تھا۔

"تو۔۔۔ تمہیں اس سے کوئی مطلب؟؟ وہ جہاں بھی جائے۔۔ یہ سروس صرف آپ کی محبوبہ کے لئے ہو گی۔۔ ہر کسی کے لئے نہیں۔۔"

"تم جا رہے ہو کہ نہیں۔۔۔۔؟؟" اس نے جتنے سرد لہجے میں کہا تھا۔ طارق کی ساری ہنسی رفو چکر ہو گئی۔ اس نے فون رکھا تھا۔ اور بیس منٹ کی جانب تیزی سے بڑھ گیا۔

♦♦♦

وہ کلب میں داخل ہوئی تو کسی اور ہی دنیا نے اس کا استقبال کیا تھا۔ وہاں مرد و زن کا ایک سیلاب سا پھیلا تھا۔ تیز موسیقی،، کھنکھناتے کانچ کے گلاس، اونچے فلک شگاف قہقہے۔ زندگی میں پہلی بار آج وہ ایسی کسی جگہ آئی تھی۔ عجیب سے احساس نے اسے اپنے لپیٹ میں لے لیا۔ سفید، اور

نیلی روشنیاں میوزک کی بدلتی لہ کے ساتھ بدلتی اس کے چہرے پر پھیلتی اور پھر کلب کے اس وسیع حال میں دور دور تک کا سفر کرتی۔وہ لوگوں کے بیچ کنفیوز سی راستہ بناتی آگے بڑھ رہی تھی ۔دفعتہ سرخ کوٹ کی جیب میں پڑے فون کی وائبریشن نے اسے چونکایا۔لوگوں سے بچتے بچاتے ایک خالی سی جگہ پر کھڑے ہو کر اس نے فون جیب سے نکالا۔کال نئے نمبر سے تھی۔ اس نے کال اٹھائی تو جو آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی،اس نے اسے وہیں منجمند کر دیا۔

"ایک منٹ کے اندر اندر وہاں سے نکلو۔"اس کی سرد آواز پر وہ تھم سی گئی۔اس نے نا سمجھی سے فون کو کان سے ہٹا کر دیکھا اور پھر دوبارہ کان سے لگایا۔

"تم سے مطلب میں جہاں بھی جاؤں۔۔اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"فون مت رکھنا"وہ فون رکھنے ہی لگی تھی کے اس کے ٹھنڈے لہجے نے ایسا کرنے سے روک دیا۔وہ شدید کوشش کے باوجود فون بند نہیں کر سکی۔لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے پریسہ نے اندر ہی اندر اٹھتے غصے کو دبایا۔

"اپنی یہ شہنشاہی اپنے نوکروں کو دکھانا۔۔۔میں یہاں کسی اہم کام کی وجہ سے آئی ہوں،اور تب

نکلوں گی جب میرا کام ہو جائے گا۔اور ایک بات اور۔۔"اس نے دانت پیسے۔۔"مجھے اجنبیوں کا یوں بار بار کال کرنا پسند نہیں۔۔۔"

"تمہیں میری مدد چاہیئے تو میرے پاس یہی وقت ہے۔۔اس کے علاوہ میں کسی اجنبی کے لئے وقت نہیں نکال سکتا۔پانچ منٹ تک میں باہر انتظار کروں گا،آگے تمہاری مرضی۔۔"اس نے لئے دئے لہجے میں کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔پریسہ نے سکرین کو چند لمحے کے لئے گھورا،اور بنا مزید کچھ سوچے واپس مڑ گئی۔اس کے لئے فی الحال ایمر کی معلومات سے زیادہ اس آدمی کی معلومات زیادہ اہم تھیں، جس سے وہ جنگل میں ملی تھی اور اس کے لئے اس داؤد سلطان نامی شخص کی ضرورت تھی اسے،ورنہ وہ اسے کسی خاطر میں نہ لاتی۔لیکن اسے حیرت اس بات پر ہوئی تھی کہ اس بد دماغ شخص کو اس کی یہاں موجودگی کا پتہ کیسے چلا۔وہ ضرور اسے stalk کر رہا تھا۔ایسے خطرناک لوگوں سے ایسے ہی کاموں کی امید کی جاسکتی تھی۔وہ تیز تیز لوگوں کے بیچ سے نکلتے بیسمنٹ سے باہر آئی۔لفٹ میں داخل ہو کہ اس نے گراؤنڈ فلور کا بٹن دبایا تھا، چہرے پر غصے کے دبے دبے تاثرات تھے۔کچھ ہی دیر میں وہ ہوٹل گرینڈ کی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔اس کی نظر سامنے کھڑی گاڑی پر پڑی تھی۔اور پھر سینے پر ہاتھ باندھے گاڑی سے ٹیک

لگائے داؤد سلطان پر، وہ پیر پٹختی ہوئی اس کی جانب آئی تھی۔ سنجیدہ چہرہ لئے وہ چبھتی سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ سیاہ لیدر کوٹ میں اس کی صاف رنگت چمک رہی تھی۔ کان سردی کے باعث گلابی پڑھ رہے تھے۔

"مسٹر داؤد سلطان۔۔۔ یا پھر میں کہوں سلطان مغربی۔۔ آپ مجھے سٹاک کر رہے ہیں" اس شخص کو دیکھ کر اس کا غصہ مزید بڑھ گیا۔

"یہی سمجھ لو۔۔۔" اس نے سیدھا ہوتے ہوئے ڈھٹائی سے کہا تھا۔

"وجہ جان سکتی ہوں میں۔۔۔"

"نہیں۔۔۔۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا تھا۔

"آپ نے مجھے اپنا نام غلط کیوں بتایا"

"تم نے مجھ سے صحیح نام پوچھا ہی نہیں"

اس نے اس کے سٹاک کرنے والی بات کی نفی نہیں کی تھی۔ یعنی وہ اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ وہ غور سے اس کا جائزہ لینے لگی۔ اس کے امپلائے کی باتیں اس کے ذہن میں گونجنے لگی۔ ہونٹ کا

کنارا کھجاتے ہوئے وہ شش وپنج میں مبتلا ہو گئی۔ پھر اس نے ہمت کر کے وہ سوال کیا تھا جو اسے تنگ کر رہا تھا۔

"پلیز مجھے اس بات کا واضح جواب دیجئے گا۔۔آپ کیا کام کرتے ہیں۔۔۔" داؤد سلطان نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ مشکوک سی نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"میرے کام کے بارے میں جان کر آپ کو کیا کرنا ہے" اس نے بھنوئیں اچکا کر کہا۔

"کچھ نہیں کرنا۔۔مجھے جاننا ہے۔۔۔شائد اپنی تسلی کے لئے"

"آپ جو سوچ رہی ہیں میں وہی کرتا ہوں۔۔" اس نے پھر سے کوئی وضاحت نہیں دی۔

"میرے خیال میں جس نے آپ کو میرا نام بتایا ہے، اس نے مزید معلومات بھی دے دی ہوں گی۔۔۔"

"کیا۔۔۔آپ کا کام لوگوں کو مارنا ہے۔۔"

"آپ مجھ میں دلچسپی مت لیں۔۔جو مدد چاہئے اس کا بتائیں۔۔"

پریسہ کا دماغ بھک سے اڑا۔

"آپ کو کس نے کہا میں آپ میں دلچسپی لے رہی۔۔۔ہوں، مجھے کیا ضرورت ہے آپ جیسے غنڈے میں دلچسپی لینے کی۔۔"اس کا لہجہ یک لخت تیز ہوا تھا۔

"آپ کو میں غنڈہ لگتا ہوں۔۔۔؟؟"وہ استہزایہ ہنسا تھا۔

"بالکل۔۔"اس نے گردن اٹھا کر پورے وثوق سے کہا۔"اور دلچسپی آپ لے رہے ہیں، مجھے میں، مجھے سٹاک کر کے۔۔۔"

"یہ میرا کام ہے۔۔۔اور۔۔"اس نے ہاتھ اٹھایا۔"سٹاک کرنے میں اور دلچسپی لینے میں فرق ہوتا ہے، جو لوگ آپ کے کاموں کے بارے میں سوال کریں وہ اصل میں آپ میں دلچسپی لے رہے ہوتے ہیں، جیسے آپ لے رہی ہیں"

www.novelsclubb.com

"دلچسپی مائے فٹ۔۔۔"اس نے زور سے کہا تھا۔اس بندے سے بات کرنے کا مطلب اپنا موڈ خراب کرنا تھا۔اسے جلد از جلد اس سے مدد لے کر اس سب سے جان چھڑانی تھی۔اس نے پلٹ کر آس پاس کسی ٹیکسی کو تلاشا۔پھر ہاتھ کے اشارے پر کھڑی ایک کو آنے کا اشارہ دیا۔

"میں ٹیکسی میں جارہی ہوں۔۔۔سوری لیکن آپ پر مجھے بھروسہ نہیں ہے۔۔آپ مجھے فولو کرتے رہیئے گا۔اوہ سوری میرا مطلب ہے کہ سٹاک۔۔کیونکہ یہی تو آپ کا کام ہے"اس نے بمشکل اپنے لہجے کو نرم رکھا مبادا وہ مدد سے ہی انکار نہ کردے۔

"جس نے تمہیں اندر کلب میں بلایا تھا،اس پر لگتا ہے بہت بھروسہ تھا تمہیں"اس کی ستہزایہ مسکراہٹ پر وہ ٹھٹک کر رکی۔

"ظاہر ہے رشتہ دار ہے وہ میرا۔۔۔"

"رشتے دار ایسی جگہوں پر بلاتے ہیں۔۔؟؟"اس کی آنکھیں سوالیہ تھیں۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں اتنا پرسنل ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔"اس نے تیزی سے کہا۔

"میں تو تمہیں عقل دے رہا ہوں، جس کی شائد تمہارے پاس کمی ہے۔"وہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔"تمہیں میری مدد چاہیئے تو میرے ساتھ چلو ورنہ میں جارہا ہوں۔۔۔"اس نے گاڑی سٹارٹ کردی تھی۔وہ اس کے بدلتے رویے پر اسے دیکھتی رہ گئی۔دائیں گال کو اس نے تیش

سے اندر سے چباڈالا۔اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کے اندر بیٹھ گئی۔داؤد سلطان نے اس کے پیچھے بیٹھنے پر تیوری چڑھائی تھی مگر کچھ کہا نہیں۔(پتہ نہیں اس کے امپلائیز کیسے گزارہ کر لیتے ہیں) کھڑکی سے باہر دیکھ کر اس نے سوچا۔مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بھی ویسے ہی مجبور ہو جاتے تھے۔جیسے ابھی وہ ہوئی تھی۔

♦♦♦

اگلے ایک گھنٹے میں وہ موسٹر شہر کے جنگل کے پاس واقع تالاب کے قریب پہنچ چکے تھے۔ گاڑی سے نکلنے پر داؤد سلطان نے چاروں اطراف پر ایک انجان سی نظر دوڑائی۔یہ جنگل اس کے لئے نیا تھا۔اس کا پہلے کبھی اس طرف آنا نہیں ہوا تھا۔

"تو یہاں تمہیں کیسی مدد چاہیئے تھی۔۔"اس نے کچھ الجھن سے پریسہ کنعان کو دیکھا جو گاڑی کے قریب ہاتھ سینے پر باندھے اس سے بے نیازی برتنے کی کوشش کئے کھڑی تھی۔

"مجھے یہاں ایک شخص ملا تھا،اور اس نے مجھے کہا تھا کہ جس شخص کے پاس تمہاری ماں کی ڈائری ہے،میں اسے اس کے پاس یہاں جھیل لے آؤں۔۔۔وہ یونہی ایک دم سے آن وارد ہوا

تھا،اور پھر اسی طرح ایک دم غائب ہوا تھا۔۔۔" وہ خاموش ہوئی پھر اس نے پیچھے درختوں کے جھنڈ کو دیکھا۔

"اوکے۔۔۔دیکھتے ہیں کہ وہ اب آتا ہے یا نہیں۔۔۔"اس نے اسے دیکھ کر کہا تھا اور تالاب کی جانب آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا گیا۔وہ وہیں کسی درخت کے تنے سے ٹیک لگا کے کھڑی ہو چکی تھی۔پھر اس نے سرخ کوٹ کی جیب سے وہی نوٹ بک اور پین نکالا جو اس نے لائبریری میں خریدے تھے۔اس نے لائبریری جاتے وقت اسے جیب میں یونہی ڈال دیا تھا۔یہاں کی فضا پر سکون سی تھی۔اس کا کچھ لکھنے کو دل چاہا۔اگر وہ یہاں بیٹھ کر روز کچھ لکھتی تو کتنا پر سکون رہتی ۔سوزین کی باتیں اس کے دل پر لگیں تھیں۔اسے ایکدم اپنا مینیو سکرپٹ یاد آیا جو اس نے اسی تالاب کے کنارے گرایا تھا۔ابھی بھی اس نے پین کا ڈھکن کھولا تھا۔پھر ایک ہاتھ میں نوٹ بک تھام کے اس پر کچھ لکھنے لگی۔اس پر ایسے ہی کبھی نہ کبھی لکھنے کا دورہ سا پڑ جاتا تھا اور اسی وقت اس کا دل چاہتا کہ کوئی کاغذ ہو اور وہ اس پر کچھ لکھ ڈالے۔ابھی بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔اس نے لکھنا شروع کیا۔

"اگر میرا ہر لفظ چابی ہو، تو میں اس سے ان بند دروازوں کو کھولنا چاہوں گی جو میری شخصیت کے رازوں تک جاتے ہیں" اس نے آخری لفظ لکھا تھا۔ اور اسی پل اسے پانی کے زوردار چھپاکے کی آواز آئی۔ اس نے آواز پر تیزی سے نوٹ بک سے نگاہیں اٹھائیں۔ وہاں پانی میں ہلچل سی مچی تھی۔ وہ نوٹ بک اور پین جیب میں ڈال کے تیزی سے تالاب کی جانب لپکی۔ وہاں داؤد سلطان کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔ جس جگہ وہ کھڑا تھا وہ وہیں کھڑی تھی۔ پانی اس کے گھٹنوں سے نیچے تھا۔ وہاں ڈوب جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اس نے ایک طائرانہ نگاہ تالاب پر ڈالی اور پھر حلق کے بل چیختے ہوئے اس کا نام پکارا، اس کے آواز کی بازگشت دور تک پھیلتی گئی۔ اسے چند لمحوں تک اپنی ہی آواز گونجتی سنائی دی۔ پھر کچھ انہونا ہوا تھا۔ کیا یہ اسی نے کیا تھا، اس اجنبی شخص نے جو اس دن جنگل میں آن وارد ہوا تھا۔ اس نے سوچا اور پھر وہ ٹھٹکی۔ لیکن اگر اس شخص نے کیا ہے تو وہ سامنے کیوں نہیں آتا۔ تالاب میں کھڑے کھڑے اس نے دونوں ہاتھ پریشانی میں اپنے سر پر رکھے۔ برف کی مانند ٹھنڈا پانی اس کے جوتے گیلے کر کے جیسے اس کے پاؤں منجمند کرتا جا رہا تھا۔

(باقی آئندہ ماہ)

نوٹ

اگر آپ کو یہ قسط اچھی لگی ہے تو اپنی رائے کا اظہار انسٹا گرام پر اسی باب کے پوسٹ پر کریں۔

انسٹا گرام اکاؤنٹ:

@ammarahhussain_

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: